Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ : ۸ جلد : ۱۵ | شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ جولائی 2011

مسلسل اشاعت کے ۴۹ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

حضرت علیؓ کی عدالت کا مثالی فیصلہ

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء کی راہنمائی کے لیے

حضرت ابومسلم خولانیؒ کا آگ سے بسلامت نکل آنا

توہین نہیں تنقید... گستاخ رسول کی نئی منطق

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 8 ○ جلد: ۱۵

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

حضرت مولانا سید احمد صاحب جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

زیر سرپرستی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء کی رہنمائی کے لئے	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عدالت کا مثالی فیصلہ	محمد اجتبا ندوی	6
شب نجات	صاحبزادہ طارق محمودؒ	9
مسلمانوں کی فکری وحدت اور مرکزیت	مولانا ابوالکلام آزادؒ	15
حضرت ابو مسلم خولانیؒ کا آگ سے بسلامت نکل آنا	ادارہ	21
توہین نہیں تنقید ...... گستاخ رسول کی نئی منطق	محمد متین خالد	25

رد قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی کذب بیانی	مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	31
ایک قادیانی کے چند سوالات اور ان کے مفصل جوابات	مولانا غلام رسول دین پوری	33

متفرقات

محمدی آپریشن	مدثر یوسف پاشا	40
عمار خان ناصر ...... کس راستے پر چل نکلے؟	مولانا عبدالقیوم حقانی	43
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجویؒ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	47
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	50

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء کی رہنمائی کیلئے!

اللہ رب العزت کی ان گنت رحمتوں کا نزول ہو، ہمارے اکابر کی ارواح مقدسہ پر جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدو جہد کو ہمہ گیر اور ہمہ جہت بنایا۔

قارئین کرام! برصغیر پاک و ہند میں قادیانی فتنہ نے انگریزی حکومت کے ایماء پر عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ تب ہمارے اکابر نے اس فتنہ عمیاء کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا راستہ مسدود کرنے کے لئے ہمہ جہت پروگرام ترتیب دیئے۔

۱...... رابطہ عوام مہم۔ اجتماعی وانفرادی محنت کے ذریعہ کارنر میٹنگوں سے لے کر جلسہ ہائے عام اور عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا جگہ جگہ اہتمام کرنا اور اس کا مربوط نیٹ ورک جس سے کہ سارا سال یہ پروگرام مسلسل چلتا رہے۔

۲...... عوام وخواص کو قادیانی فتنہ کے کفریہ عقائد سے باخبر کرنے کے لئے تحریری محاذ پر خدمات سرانجام دینا۔ تصنیف وتالیف، ماہنامہ رسالہ ہفت روزہ، پمفلٹ، لیفلٹ، پوسٹر، ہینڈ بل، مختصر کتابچے، ضخیم کتابوں کی اشاعت، اس پر بھی الحمدللہ! کام ہوا اور تسلسل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

۳...... قادیانیوں کے قانونی احتساب کے لئے پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا۔ ہائی کورٹس وسپریم کورٹ کے فیصلوں کے ذریعہ قادیانی کفر کو الم نشرح کرنا۔ الحمدللہ! اس پر بطور خاص پیش رفت ہوئی۔ جس پر ایک زمانہ گواہ ہے۔ تب سے اب تک مسلسل منکرین ختم نبوت اس سازش میں کوشاں ہیں کہ کسی طرح اس قانون میں تبدیلی ہو جائے۔ جبکہ اس محاذ پر کام کرنے والے حضرات کی کوششوں سے نہ صرف یہ کہ قانون موجود ہے۔ بلکہ جب کبھی اسے ناکارہ بنانے کی سازش ہوئی اس سازش کو ناکام بنایا گیا۔ قانون کو پہلے سے زیادہ مستحکم کرنے کے ذرائع اختیار کئے گئے۔ الحمدللہ! آج صورت حال یہ ہے کہ قانون اس آب وتاب کے ساتھ موجود ہے اور انشاءاللہ العزیز! اسی طرح یہ محفوظ رہے گا۔

۴...... ہمارے اکابر کی انہیں کوششوں کا ایک سنہری حصہ سالانہ ختم نبوت کورس ہے۔ اس کا آغاز حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مفکر احرار جناب ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، بانی احرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور ان ایسے بیسیوں اکابر نے قادیان سے کیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گی تو فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کو مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان

میں بٹھا کر دارالمبلغین کا اہتمام کیا گیا۔ اس تربیتی کورس میں مختلف اوقات میں مناظرین، ردقادیانیت کی تربیت حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور مولانا منظور احمد الحسینیؒ یہ سب حضرات اسی دارالمبلغین کے تربیت یافتہ ہیں۔ قادیان، ملتان کے بعد کچھ عرصہ سالانہ ختم نبوت کورس کا اہتمام چنیوٹ کی شاہی مسجد میں بھی کیا گیا۔ جہاں مولانا لال حسین اخترؒ پڑھاتے رہے۔ اسی طرح ملتان مرکزی دفتر میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اپنے اپنے وقت میں اس کورس کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

چنانچہ آج اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے تحدیث نعمت کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں ردقادیانیت کے حوالہ سے کام ہورہا ہے۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ سب اسی دارالمبلغین ختم نبوت کا فیض ہے۔

قارئین کرام! آج سے سالہا سال قبل جب چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی مسلم کالونی چناب نگر میں داغ بیل ڈالی گئی۔ تب سے سالانہ ختم نبوت کورس کا مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اہتمام کیا گیا۔ اب تک الحمدللہ! چاروں صوبوں وآزاد کشمیر کے ہزاروں علماء، دانشور، طلباء کرام اس سے استفادہ حاصل کر چکے ہیں۔

چنانچہ امسال تیسواں سالانہ ختم نبوت کورس مسلم کالونی چناب نگر میں ۷؍شعبان المعظم سے ۲۷؍شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۹؍جولائی تا ۲۹؍جولائی ۲۰۱۱ء بیس روزہ منعقد ہورہا ہے۔ جس میں نامور علماء ومناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے۔ اس کورس میں شرکت کنندگان کی رہنمائی کے لئے عرض ہے کہ:

۱...... کورس کے خواہش مند حضرات کے لئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

۲...... شرکاء کے داخلہ کے لئے شناختی کارڈ اصل کا ہونا ضروری ہے اور اس کا فوٹوسٹیٹ درخواست کے ساتھ لف کرنا ضروری ہے۔ جو طلباء کرام کم عمری کی وجہ سے شناختی کارڈ نہیں رکھتے۔ وہ بے فارم یا والدگرامی کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی یا مدرسہ کی سند یا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔ داخلہ کے لئے یہ لازمی ہے۔

۳...... شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔

۴...... کورس کے آخر پر امتحان ہوگا۔ اس میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔

۵...... کورس کے موقعہ پر گاہے بگاہے جو منتظمین کی طرف سے اعلانات ہوں گے۔ ان کی پابندی لازمی ہوگی۔

۶...... کسی کالعدم تنظیم کا کوئی لٹریچر، سٹیکر، بیجز رکھنے کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔

۷...... چونکہ ایام مختصر اور کورس لمبا ہوتا ہے۔ ہر کتاب کے اختتام پر تحریری امتحان ہوتا رہتا ہے۔ صبح سے بارہ بجے دن، ظہر سے عصر تک اور پھر عشاء سے رات گئے تک مسلسل تعلیم ہوتی ہے۔ اس دوران دہرائی، مناظرہ اور خطاب کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ یہ اتنا مربوط اور مصروف پروگرام ہوتا ہے کہ شرکاء کو خارجی سرگرمیوں کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ دن صرف اور صرف عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے ارادہ سے اعتکاف کی سی کیفیت میں گذارنے کا جو دوست عزم کرکے آئیں

گے وہی جھولیاں بھر کر تشریف لے جائیں گے۔

۸...... اس کورس میں تمام دینی مدارس کے طلباء، چاروں صوبوں، کشمیر، سکولز و کالجز کے طلباء، علماء و خطباء محض ریسرچ کے نقطہ نگاہ سے شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے صرف اور صرف تعلیم کا ذوق رکھنے والے حضرات شریک ہوں۔ وقت گزاری کے دلدادہ حضرات پڑھنے والوں کے لئے موقعہ فراہم کریں۔ شکریہ!

۹...... انشاء اللہ العزیز کورس میں حسب سابق ملک بھر کے نامور حضرات شرکت فرمائیں گے۔ اس سال لاء کالج کے پروفیسر، اسلامی یونیورسٹی کے لیکچرار حضرات کی شرکت بھی متوقع ہے۔

۱۰...... شرکاء حضرات ٹرین سے تشریف لائیں تو چنیوٹ اسٹیشن پر اتریں۔ وہاں سے رکشہ لے کر مسلم کالونی مدرسہ ختم نبوت برلب دریائے چناب مسلم کالونی میں تشریف لائیں۔ بسوں سے تشریف لانے والے چنیوٹ یا سرگودھا سے آنے کی صورت میں دریائے چناب کے پل نزدیک ڈی۔ سی لگژری ہوٹل پر اتریں۔ ساتھ ہی مسلم کالونی جامع مسجد ختم نبوت میں تشریف لائیں۔

047-6212611 پر مزید معلومات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ موبائل فون 0301-7972785 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے خالصتاً اس علمی جدوجہد اور دینی پرامن محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کا کام شفاعت کا ذریعہ

حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی چارپائی جامع مسجد دیوبند کی مسجد میں لائے۔ تمام طلباء، اساتذہ اور عملے کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ سب حضرات اور جن لوگوں نے مجھ سے حدیث مبارک پڑھی۔ ان کی تعداد دو ہزار کے قریب ہوگی۔ سب سے کہتا ہوں کہ اگر نجات اخروی اور شفاعت محمدی ﷺ چاہتے ہو تو ختم نبوت کا کام کرو۔ یہی کام آقائے نامدار سردار دو جہاں ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔ مرزا قادیانی لعنتی سے جس قدر تم کو نفرت ہوگی اتنا ہی تم کو قرب نبی پاک ﷺ نصیب ہوگا۔

اس لئے کہ دوست کا دوست، دشمن ہوتا ہے۔ جس طرح دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے۔ نیز آپ نے بہاول پور کی جامع مسجد الصادق میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم پر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ ہم تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کر سکے تو گلیوں کے کتے بھی ہم سے بہتر ہیں۔ مسلمانو! ختم نبوت کے کام کے لئے ہر جگہ ڈٹ جاؤ۔ اور علمائے کرام کم از کم مہینہ میں ایک جمعہ اس پر ضرور خطبہ دیں۔ اسلامی لٹریچر ہم سے مفت طلب کریں۔

1 ...... دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون 061-4783486

2 ...... دفتر ختم نبوت لکڑ منڈی سرگودھا

نوٹ: مزید معلومات اور فری تبلیغ کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

مولانا محمد اکرم طوفانی موبائل نمبر: 0300-9606593 21-9601521

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عدالت کا مثالی فیصلہ!

محمد اجتبا ندوی

دارالخلافہ کے انسپکٹر جنرل آف پولیس نے صبح سویرے امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔اس کے ہمراہ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا اور پولیس کے چار آدمی ایک شخص کو حراست میں لئے ہوئے تھے۔جس کے دونوں ہاتھ خون آلود تھے اور داہنے ہاتھ میں چھری تھی جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور ان سب کے پیچھے ایک لاش تھی جو خون میں نہائی ہوئی تھی اور پولیس کے کچھ آدمی اٹھائے ہوئے لا رہے تھے۔ پورا مجمع زور زور سے قصاص کا مطالبہ کر رہا تھا۔گرفتار شدہ شخص کے چہرہ کا رنگ زرد تھا۔ پیر لڑکھڑا رہے تھے اور انتہائی بے چینی و پریشانی کے عالم میں تھا۔جسم کانپ رہا تھا۔منظر حد درجہ خوفناک اور المناک تھا۔ جو دیکھتا ٹھہر جاتا اور قاتل کے خلاف اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتا اور اس کو پھانسی دیئے جانے کا مطالبہ کرتا۔

امیرالمؤمنین کی مجلس میں پہنچ کر پولیس کے سربراہ نے بیان کیا کہ: امیرالمؤمنین! ہم نے اس گرفتار شدہ شخص کو مقتول کے قریب اس حالت میں کھڑا ہوا دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں چھری سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور مقتول کے جسم سے خون بہہ رہا تھا اور وہ وفات پا چکا تھا۔ہم نے اس جائے حادثہ پر اس شخص کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا۔اس لئے ہمیں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے کہ اس گرفتار شدہ شخص کے علاوہ کسی اور نے قتل کا ارتکاب کیا ہے۔ ہمیں ابتدائی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ مقتول متوسط درجہ کا آدمی تھا اور اس کی نہ کسی سے دشمنی تھی اور نہ کسی سے کوئی مطالبہ تھا۔وہ اپنے گھر جا رہا تھا۔ممکن ہے کہ کسی بات پر جو ہم معلوم نہ کر سکے۔اس شخص سے جھگڑا ہو گیا ہو اور اس نے شدت غضب سے بے قابو ہو کر اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔

امیرالمؤمنین نے گرفتار کئے ہوئے .... شخص سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس آدمی کو قتل کیا ہے۔اس نے قتل کا اعتراف کیا۔مگر قتل، اس کے اسباب، حالات اور تفصیلات کے بارے میں ایک لفظ نہ کہا۔ بلکہ اس نے اپنا منہ بند کر لیا اور قتل کے اقرار کے سوا کوئی لفظ منہ سے نہ نکالا۔امیرالمؤمنین اور ان کی مجلس کے کچھ اعیان اور پولیس کے آدمیوں نے پوری جدوجہد کی کہ ملزم قتل کی تفصیلات بیان کرے کہ اس نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟ مگر اس کی زبان خاموش رہی۔امیرالمؤمنین سیدنا حضرت علیؓ نے ان ظاہری دلیلوں اور ملزم کے اعتراف کی بنا پر قصاص کے طور پر ملزم کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔مگر کہا کہ اس وقت اسے جیل لے جاؤ۔عصر کی نماز کے بعد اس فیصلہ پر عمل کیا جائے گا اور اسے مجمع عام میں قتل کر دیا جائے گا۔

پولیس کے آدمی اس آدمی کو لے کر چلے ہی تھے کہ مجمع میں سے ایک شخص نکلا اور اس نے پولیس والوں کو ٹھہر جانے کے لئے کہا۔پھر امیرالمؤمنین کی جانب بڑھا اور بلند آواز سے پکار کر کہا کہ:

امیرالمؤمنین! قاتل یہ نہیں ہے۔یہ آدمی بالکل بے قصور ہے۔دراصل قتل میں نے کیا ہے۔“

مجمع نے اچانک یہ دعویٰ سن کر حیرت وتعجب سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ امیرالمؤمنین! نے اسے قریب آنے کا حکم دیا اور دعویٰ کی وضاحت چاہی۔ اس شخص نے انتہائی اطمینان کے ساتھ بہت ہی صاف لفظوں میں بیان دینا شروع کیا کہ: ''میں ایک غریب اور مفلس آدمی ہوں۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بھوک اور پریشانی نے جرم کی راہ سجھائی۔ شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ آدمی جو اتنے سویرے نکل کر جارہا ہے۔ یقیناً بڑی دولت لے کر جارہا ہے۔ اگر تم نے اسے اس سناٹے میں قتل کر دیا تو کسی کو سراغ نہ ملے گا اور تم اس کے مال کو بآسانی حاصل کر کے اپنی بھوک پیاس مٹالو گے اور اگلی زندگی آرام سے گزرے گی۔''

اسی لالچ اور جوش جنون میں میں نے اپنا خنجر نکالا اور جیسے ہی مقتول اس کھنڈر میں داخل ہوا۔ اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد جیسے ہی میں نے اس کے کپڑوں کی تلاشی لینے کا ارادہ کیا تھا کہ پولیس کی آہٹ محسوس ہوئی۔ ڈرا کہ کہیں پکڑ نہ لیا جاؤں۔ تیزی کے ساتھ کھنڈر سے نکلا کہ میری نظر اس بے قصور آدمی پر پڑی۔ میں کھنڈر کے ایک کونے میں چھپ گیا۔ پولیس کے آدمی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے جائے واردات پر اس شخص کو دیکھ کر اسے گرفتار کر لیا اور میں نکل کر شور مچاتے اور چیختے چلاتے مجمع میں شامل ہوگیا۔ جب آپ نے اس بے قصور آدمی سے قصاص لئے جانے کا فیصلہ فرمایا تو میں نے سوچا کہ دو آدمیوں کے قتل کا مرتکب ہو رہا ہوں اور اس طرح میرے سر دوہرا گناہ ہوگا۔ اس لئے حق کا اعتراف کر لیا۔ میں ہی اصل قاتل ہوں۔ یہ شخص بے گناہ ہے۔''

امیرالمؤمنین نے پہلے ملزم کو طلب کیا اور پوچھا کہ تم نے جھوٹا اقرار کیوں کیا تو اس نے بیان کیا کہ:

''امیرالمؤمنین! میں قصاب ہوں۔ صبح اندھیرے میں اپنی دوکان پر آیا۔ ایک گائے ذبح کی اور اس کی کھال اتارنے لگا کہ مجھے استنجاء کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں اسی حالت میں ہاتھ میں چھری لئے ہوئے قریبی کھنڈر میں آیا۔ اپنی حاجت پوری کی اور دکان واپس جانے کے لئے مڑا۔ اچانک میری نظر ایک شخص پر پڑی جو خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر بوکھلا گیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ خون آلود چھری میرے ہاتھ میں تھی۔ اسی عالم میں پولیس داخل ہوئی۔ مجھے اس وقت احساس ہوا جب اس نے مجھے گرفتار کر لیا اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہی مجرم ہے۔ یہی قاتل ہے اور کوئی نہیں۔ مجھے یقین ہوگیا کہ اب میں بچ نہیں سکتا اور میری بات کا کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اس لئے میں نے قتل کا اعتراف کر لیا۔''

امیرالمؤمنین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک غلط بات کو تم نے تسلیم کیوں کیا؟۔ اس نے جواب دیا کہ امیرالمؤمنین! میں مجبور تھا۔ پولیس نے مقتول کے پاس مجھے اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا اور میرے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اور میرے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ میری کسی بات کا وزن نہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے اعتراف کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ وحفاظت اور اجر وثواب کا خواستگار رہا۔

اب امیرالمؤمنین! کے سامنے دو اشخاص تھے اور دونوں نے قتل کا اعتراف کیا تھا۔ معاملہ نازک اور غور طلب تھا۔ مجلس میں نواسہ رسولؐ حضرت حسنؓ ابن علیؓ بھی موجود تھے اور والد محترم سے عدالت وقضاء کے سلسلہ میں

استفادہ کر رہے تھے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے اس سلسلہ میں ان کی رائے دریافت کی۔ آپ نے تھوڑی دیر سوچا پھر عرض کیا کہ:

''امیر المؤمنین! اس دوسرے شخص نے اگرچہ ایک آدمی کو قتل کیا۔ مگر اپنے اعتراف سے دوسرے ایک آدمی کی جان بچالی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ: ''ومن احیاہا فکأنما احیاء الناس جمیعا'' جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی عطا کی۔'' میری رائے ہے کہ دونوں کو بری قرار دیا جائے۔

امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کی اس رائے سے اتفاق کیا اور اس کی توثیق کر کے دونوں آدمیوں کو رہا کر دیا اور بیت المال سے مقتول کی دیت ادا کر دی۔

مولانا روم (۶۷۲ھ) کی ایک پرانی پیشگوئی

ایسا بھی ہوگا کہ الفاظ کا غلط استعمال ہوگا اور ایک مسیلمہ کو احمد کا لقب دیا جائے گا

حضور اکرم ﷺ کے دور اول میں ایک مسیلمہ، کذاب کا لقب پا گیا۔ لیکن اس کے بعد اور بھی کئی مسیلمہ کھڑے ہوئے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا کہ ان مدعیان نبوت میں ایک کو احمد کا لقب دیا جائے گا۔ یہ اس طرح ہوگا کہ جس طرح گداگر پیسے مانگنے کے لئے اون کا شیر لئے پھرتے ہیں اور اس میں شیر کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ احمد لقب سے اٹھنے والا مدعی نبوت بھی اندر سے بالکل خالی ہوگا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

حرف درویشاں بہ دزد مرد دوں	تابخواند بر سلیمے زاں فسوں
کار مرداں روشنی وگرمی است	کار دزداں حیلہ وبے شرمی است
شیر پشمیں از برائے گدا کنند	بومسیلمہ را لقب احمد کنند
مسیلمہ را لقب کذاب ماند	سر محمد را اولو الالباب ماند

(مثنوی شریف دفتر اول ص۶۳)

ترجمہ:...... کمینہ فطرت آدمی درویشوں کے کلمات چرا لیتا ہے۔ (ان کی باتیں اپنے نام سے پیش کرتا ہے) تا وہ کسی بھولے بھالے پر اپنا منتر چلا دے۔ مردوں کا کام روشنی دینا اور ایمان کی حرارت دینا ہے۔ اور کمینوں کا کام دھوکہ دینا اور بے شرمی اختیار کرنا ہے۔ گداگری کے لئے لوگ اون کے شیر لئے پھریں گے۔ اور ایک دعویدار نبوت کو احمد کا لقب دیا جائے گا۔ مسیلمہ کذاب کے لئے کذاب کا لقب باقی رہا اور حضور ﷺ اولوالالباب کے آقا اور سردار مانے گئے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اسلام کی پوری تاریخ میں بجز مرزا غلام احمد قادیانی کوئی مسیلمہ (مدعی نبوت) احمد کے لقب سے موصوف ہوا ہو اور اس کے پیرو احمدی کہلائے ہوں تو اس کے نام وطن اور سن پیدائش سے اسلامک اکیڈمی مانچسٹر کو ضرور اطلاع دیں۔

نوٹ: ہر نئے مسیلمہ کے لئے کمینہ، حیلہ جو، بے شرم اور گداگر کے الفاظ ہمارے نہیں۔ یہ مولانا رومؒ کے ہیں۔ سوان کا شکوہ ہم سے نہ کیا جائے۔ تاریخ: 20 مئی 2010ء جامع مسجد گرین سٹریٹ فاریسٹ گیٹ لندن

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب ...... ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر!

شب نجات!

صاحبزادہ طارق محمودؒ

’’انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ۰ فیھا یفرق کل امر حکیم ۰ امراً من عندنا ۰ انا کنا مرسلین ۰ رحمۃ من ربک ۰ انہ ھوالسمیع العلیم‘‘

ترجمہ:...... ’’قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اس کو ایک بابرکت رات نازل کیا ہے۔ ہم لوگوں کو باخبر اور آگاہ رکھنے والے تھے۔ ہر مبنی برحکمت کام اس رات میں طے کر دیا جاتا ہے۔ اس حکم کے مطابق جو حکم ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے۔ بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ آپ کے رب کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے بے شک وہ بڑا سننے اور جاننے والا ہے۔

فضیلت شعبان

حضرات محترم! اسلامی مہینوں کے اعتبار سے موجودہ مہینہ شعبان المعظم ہے۔ یہ عبادت اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ کی برکات حد شمار سے باہر ہیں۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کی خیر و برکت سے گناہ گار اپنے دامن عمل کو سعادت و مغفرت اور رحمت خداوندی کے لعل و جواہر سے بھر سکتے ہیں۔ اس مہینہ کی معرفت وہ اپنے نامہ اعمال سے گناہوں کی سیاہی کو دھو کر تجلیات اور انوارات خداوندی کو باآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

شعبان کی فضیلت کا اندازہ سرکار دو عالمﷺ کی حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے۔ فرمایا کہ:

’’الرجب شھری والشعبان شھر اللّٰہ والرمضان شھر امتی ۰ ‘‘

ترجمہ:...... ’’رجب میرا مہینہ ہے۔ شعبان خدا کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔‘‘

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدسﷺ نے فرمایا! شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے انبیائے کرام پر میری فضیلت ہے اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ کی فضیلت۔

ایک روایت ہے کہ سرور کائناتﷺ نے فرمایا کہ رجب اور رمضان کے درمیان شعبان ایک ایسا مہینہ ہے جس کے فضائل کا لوگوں کو علم نہیں۔ فرمایا اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے جاتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ رجب شعبان اور رمضان تینوں مہینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ شعبان کو خصوصی اہمیت اور فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان پل کا کام دیتا ہے۔

استقبال رمضان

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ کے اصحاب رجب کا چاند دیکھ لیتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے۔ مسلمان اپنے مال سے زکوٰۃ نکالتے۔ صدقہ وخیرات کا اہتمام کیا جاتا۔ حکام

قیدیوں کو طلب کرتے جس پر حد کا اطلاق ہوتا۔اس کی سزا کا اعلان کیا جاتا۔بے گناہوں کو معاف کرکے باعزت بری کردیا جاتا۔سوداگر بیوپاری حضرات اپنا قرض ادا کرتے۔دوسروں سے اپنا حق وصول کرتے۔تاکہ لین دین صاف ہوجائے۔آپ نے روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب ہمارے ہاں کسی عزیز ترین مہمان نے آنا ہوتا ہے تو اس کی آمد سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مہمان کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کرسکیں۔ثانیاً ہم ذہنی طور پر فارغ ہوجائیں۔تاکہ اس مہمان کا خاطر خواہ احترام واکرام کیا جاسکے۔جناب رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی رمضان المبارک کی آمد سے پہلے مہمان کے استقبال کے اہتمام کے لئے کمربستہ ہوجایا کرتے تھے۔رمضان المبارک کا اکرام صحیح معنوں میں تب ہی ممکن ہے کہ ہم اس مبارک مہینہ کی آمد سے پہلے حقوق العباد ادا کرکے ذہنی طور پر فارغ ہوجائیں۔رمضان المبارک کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوکر رمضان المبارک کا شایان شان استقبال کریں۔زکوٰۃ ادا کریں۔صدقہ وخیرات غریبوں اور مساکین میں تقسیم کرنے میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ غرباء بھی رمضان المبارک کے لئے سامان خوردونوش کا انتظام کرسکیں۔یہ تمام باتیں اسی بات کی غمازی کرتی ہیں کہ رجب وشعبان درحقیقت استقبال رمضان کے مہینے ہیں۔اسی لئے آقائے نامدار ﷺ نے رجب اور شعبان میں برکت کی دعا مانگی اور رمضان تک سلامتی وعافیت کی خواستگاری طلب فرمائی۔

شعبان کے روزے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس میں آپ ﷺ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔صحابہ کرامؓ نے بھی گواہی دی ہے کہ حضور اکرم ﷺ پورے سال میں ان دو مہینوں یعنی شعبان اور رمضان میں نہایت اہتمام کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسالت مآب ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں۔سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اسامہؓ یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان واقع ہے۔جس سے لوگ غافل ہیں۔اس مہینے میں انسانوں کے اعمال کو رب جلیل کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔لہٰذا میں نے اس ماہ کو زیادہ محبوب رکھا ہے۔میرے اعمال بھی میرے پروردگار کے سامنے پیش ہوئے تو اس حال میں مجھے روزہ سے ہونا چاہئے۔ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو مہینے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا۔مگر شعبان اور رمضان میں جناب حبیب کبریا ﷺ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ شعبان کے روزے دراصل رمضان المبارک کو خوش آمدید کہنے کے لئے اور رمضان کے روزوں کی ذہنی تیاری کے لئے تھے۔یہ نبی پاک ﷺ کا عمل اور معمول تھا۔لیکن اپنی امت کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کا آدھا مہینہ گزر جائے تو روزے نہ رکھو۔بعض علماء نے یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ اپنی امت کے سچے خیرخواہ اور ہمدرد تھے۔انہیں اپنے امتیوں کا بخوبی احساس تھا۔اس لئے شعبان کے سارے مہینے کے روزے رکھنے سے منع فرمادیا۔

اہم واقعات

شعبان المعظم میں پیش آنے والے اہم واقعات حسب ذیل ہیں:

☆...... اسی ماہ کی پانچ تاریخ کو نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

☆...... اس مبارک مہینہ کی ۱۴،۱۵رکی درمیانی رات شب برات کہلاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔

☆...... شعبان میں تحویل کعبہ کا حکم نازل ہوا۔

☆...... جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب بھی شعبان کے مہینے میں ہی جہنم واصل ہوا۔

☆...... حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح اسی مہینہ میں فرمایا۔

☆...... مسجد ضرار کو اسی مہینے میں نذر آتش کیا گیا۔

☆...... قرآن مجید کے نزول کا فیصلہ بھی اسی مہینہ میں ہوا۔

حضرات! فضیلت شعبان کے بعد اب میں شب برات کی فضیلت بیان کرتا ہوں۔

شب نجات

پروردگار عالم اپنے محبوب ﷺ کی امت پر اس قدر مہربان اور شفیق ہیں کہ اس نے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ اجروثواب دینے کے لئے بعض نادر مواقع، مناسب اوقات اور پسندیدہ شب وروز عطا کر رکھے ہیں۔ جن سے استفادہ کر کے حضور اکرم ﷺ کے غلام اور بالخصوص گنہگار اس کی بے پایاں رحمتوں، برکتوں اور نوازشوں سے اپنا دامن بھر سکتے ہیں۔ انہی متبرک شب روز میں سے شعبان کی پندرھویں شب ہے جسے شب برات کہا جاتا ہے۔ شعبان کو اصل اہمیت اور فضیلت اسی شب کی بدولت حاصل ہے۔ برات کے معنی چھٹکارا نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ گویا یہ شب نجات ہے جس میں گنہگاروں کو بری کیا جاتا ہے اور ان کی بخشش عام اور معافی کا اعلان کیا جاتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شعبان کی تیرہ تاریخ کو اپنی امت کی شفاعت کی دعا فرمائی تو اس دعا کو شرف قبولیت اس طرح نصیب ہوا کہ اس دعا کو تہائی ملا۔ پھر چودہ شعبان کو دعا کا اعادہ فرمایا تو دو تہائی عطا ہوا۔ پندرہ شعبان کو رحمت دو عالم ﷺ نے دعا کی تو امت کی مغفرت اور بخشش کے لئے وہ سب کچھ عطا ہوا جو محبوب دو جہاں ﷺ نے اپنے مالک حقیقی سے مانگا۔ علماء نے شب برات کو مختلف نام دیئے ہیں:

☆...... لیلۃ الکفیر — گناہوں سے رہائی پانے والی رات۔

☆...... لیلۃ الشفاعت — شفاعت والی رات۔

☆...... لیلۃ المغفرت — بخشش والی رات

حضرت عائشہؓ کی گواہی

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ میرے حجرے میں آرام فرمارہے تھے۔ رات کے کسی حصہ میں میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے حجرے میں موجود نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تلاش کیا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ کی تلاش میں جنت

البقیع (یعنی مدینہ منورہ کا قبرستان) میں پہنچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ پروردگار عالم سے اپنی امت کی بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا عائشہؓ تجھے معلوم ہے کہ آج کونسی رات ہے؟۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا آج شب برأت ہے۔ یہ اتنی رحمتوں اور برکتوں والی رات ہے جس میں مولا کریم اپنی شان کریمی کے صدقے بنوکلب قبیلے کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخشش دیتے ہیں۔ قبیلہ کلب کے پاس جو بھیڑیں بکریاں تھیں وہ اس وقت سارے عرب قبائل کے بھیڑ بکریوں کی تعداد سے کہیں زیادہ تھیں۔ شب برأت کے موقع پر قبرستان جا کر مردوں کی بخشش اور مغفرت کی دعا کرنا سنت ہے اور عبادت کا حصہ ہے۔ فوت شدہ لوگ ہماری دعاؤں کے محتاج، مستحق اور منتظر ہیں۔

خدائی پکار

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت آفتاب کے غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اس کی بے پایاں رحمت کل عالم میں پھیل جاتی ہے۔ سارا سال بندہ خدا کی رحمت تلاش کرتا ہے۔ یہ ایسی منفرد رات ہے جس میں خدا کی رحمت اپنے بندوں کو تلاش کرتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں کو پکارتے ہیں کہ:

☆ ...... ہے کوئی بخشش، مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔

☆ ...... ہے کوئی رزق میں فراخی چاہنے والا کہ میں اسے رزق وافر عطا کروں۔

☆ ...... ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مشکل و مصیبت کے چنگل سے آزاد کردوں۔

☆ ...... ہے کوئی اپنی کسی خواہش، حاجت والا میں اس کی حاجت، ضرورت اور مراد پوری کروں۔

حضرت علیؓ سے مروی حدیث کا خلاصہ یہ ہے: ’’قوموا لیلھا‘‘ اس رات کو قیام کرو۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ قیام کا مطلب یہ ہے کہ شب برأت کو عبادت و ریاضت اور نماز میں گزارو۔ قرآن مجید میں جہاں بھی نماز کا ذکر آیا ہے۔ وہاں نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ’’اقیموا الصلوٰۃ‘‘ نماز قائم کرنے کا حکم آیا ہے۔ مفسرین اور محققین نے اس نکتہ کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کو نہایت خشوع و خضوع، ذوق و شوق، انہماک و اہتمام اور اس کی جملہ کیفیات کے ساتھ ادا کیا جائے۔ ’’وصوموا نھارھا‘‘ اور اس دن کو روزہ رکھا۔

سرور کائنات ﷺ کے ارشاد کے مطابق شب برأت کی رات کو عبادت کرنا اور اگلے دن کا روزہ رکھنا بہت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ یہ عمل حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے اور اس عمل میں امت کے لئے بھلائی، فلاح اور خیر و برکت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ساری رات عبادت و ریاضت بھی کرو اور اگلا سارا دن بھوک پیاس میں گزارو۔ آخر اس عمل میں کیا حکمت ہے؟

نذرانۂ تشکر

حضور اکرم ﷺ کے فرمودات اور ارشادات کے بعد ہمارا ایمان اور عقیدہ پختہ ہونا چاہئے کہ شب برأت ایسی فضیلت والی رات ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو دریائے رحمت کی روانی وطغیانی میں بہا کر لے جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس رات رحمت کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ رات بلا شبہ گنہگاروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایسی مقدس نرالی، اعلیٰ اور مبارک صرف ایک رات میں خدائے ذوالجلال کی رحمتوں، برکتوں سے جھولیاں بھر لینے کے بعد ضروری ہے کہ اگلے روز تشکر کے طور پر روزہ رکھا جائے۔ تاکہ اس کا بندہ مالک حقیقی کی سدا بہار فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتا رہے۔

بدقسمت انسان

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ فرمایا: ’’ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان ‘‘ شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے طفیل سوائے مشرک اور کینہ پرور کے تمام گنہگاروں کو معاف فرما دیتا ہے۔ ایک روایت میں بیان ہوا ہے۔ اس مبارک رات میں دس قسم کے انسانوں کی بخشش نہیں ہوتی:

(۱)...... مشرک۔ (۲)...... کینہ پرور۔ (۳)...... والدین کا نافرمان۔ (۴)...... کاہن (جادوگر)۔ (۵)...... ذخیرہ اندوز۔ (۶)...... سود کھانے والا۔ (۷)...... شرابی۔ (۸)...... چغل خور۔ (۹)...... زانی۔ (۱۰)...... گستاخ رسول۔

حضرت غوث اعظمؒ لکھتے ہیں کہ اس رات کو شب برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو بیزاریاں ہیں:

۱...... بدبخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتے ہیں۔

۲...... اللہ تعالیٰ کے دوست گمراہی سے بیزار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات آنے پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات پر نظر ڈالتا ہے۔ اہل ایمان کو اپنے فضل وکرم سے بخش دیتا ہے اور منکرین حق کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

خدائی بجٹ والی رات

اوپر بیان کی گئی احادیث اور روایت کی روشنی سے پتہ چلتا ہے کہ شب برأت اصلاح واحتساب اور مرادوں والی رات ہے۔ جس میں بندوں کی قسمت کے فیصلے بھی کئے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ شب برأت میں آئندہ سال کی پیدائش اور اموات لکھی جاتی ہیں۔ آئندہ سال کا رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ شعبان کی پندرھویں شب سال بھر کے تمام امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت وحیات نکاح اور طلاق، خوشی وغمی، امارت وغربت، عزت وذلت، عروج وزوال۔ غرضیکہ بندوں کی قسمت سے متعلق تمام امور طے کئے جاتے ہیں۔ حکومتیں، جماعتیں

اور تجارتی ادارے ہر سال آمد وخرچ کا حساب کر کے نفع ونقصان نکالتے ہیں۔ سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں۔ مولائے کریم بھی ہر سال شب برأت کو اپنے بندوں کا چٹھہ Balance Sheet بناتے ہیں۔ شب برأت گویا خدائی بجٹ والی رات ہے۔ شعبان شعب سے مشتق ہے۔ علماء نے اس کے لغوی معنی جمع کرنا اور تعریف کرنا مراد لئے ہیں۔ بجٹ بھی جمع تفریق کا دوسرا نام ہے۔

شب برأت بخشش ومغفرت کی رات ہے۔ اس میں بندوں کو اپنے آقا اور مالک حقیقی سے لولگانی چاہئے۔ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ توبہ استغفار کی جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ آتش بازی کر کے پٹاخے چلا کر، قہقہے برسا کر اس عظیم رات کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے۔ حلوے، سویاں اور مٹھائی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سبھی خرافات اور بدعت ہیں۔ ہمیں ان سے بچنا چاہئے۔ دیکھئے اس رات خدا تعالیٰ کی رحمت، انوارات، تجلیات عرش سے فرش پر آرہی ہوتی ہیں اور ہم نیچے سے اوپر آگ برسا رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اعمال پروردگار کے عذاب اور غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ”وذر الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا وغرتهم الحیوٰة الدنیا (الانعام:۷۰)“ اے نبی ان لوگوں سے قطع تعلق فرمالیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل وتماشا بنا رکھا ہے۔ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

اس آیت میں یہود ونصاریٰ کے علماء کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے دین کو کھیل کود، خرافات وبدعات کا ذریعہ بنا دیا۔ رب العزت نے ان سے سخت بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ علماء کو چاہئے کہ وہ مسلمان قوم کا عقیدہ درست کرنے کے لئے آواز اٹھائیں اور انہیں شب برأت کے موقع پر خرافات اور غلط رسمیں ادا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ شب برأت دیوالی نہیں کہ تم لاکھوں روپے ناجائز آتش بازی، پٹاخوں، پھلجھڑیوں کی نذر کر دو۔ اتنے سرمائے کا ضیاء قومی المیہ نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی کثیر رقم غریبوں، ناداروں، یتیموں اور مسکینوں کی فلاح وبہبود کے لئے استعمال کر کے ثواب دارین حاصل کیا جاسکتا ہے۔

حضرات! یاد رکھئے۔ شب برأت، قضا وقدر قہر وقرب، سعادت وشقاوت، مغفرت وپکڑ کی رات ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ شعبان میں اپنے گھر سے نکلتے تو ان کا چہرہ اس طرح نظر آتا جیسے کوئی مردہ قبر سے نکل آیا ہو۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا کی قسم میری مصیبت اس شخص کی مصیبت سے کسی طرح کم نہیں۔ جس کی کشتی دریا میں ٹوٹ جائے۔ فرمایا: مجھے یقین ہے کہ میرے گناہوں کا مواخذہ ہوگا اور مجھے اپنی نیکیوں کے اجر کے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ مراد یہ کہ نیک بدلہ پانے کے لئے جو نیکیاں کی ہیں۔ خدا جانے ان کا اجر ملے نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی قدر کرنے اور اس کے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

مسلمانوں کی فکری وحدت اور مرکزیت!

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

قرآن کہتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ وقوت حاکمہ صرف خدا کے لئے مانی جائے۔ اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے سامنے سرنیاز خم کیا جائے اور اپنی پیشانیوں کو جھکایا جائے۔ وہی وحدہ لاشریک له ہے۔ صرف وہ ایک ہی اس لائق ہے کہ اس کے لئے قوت حاکمہ اور اقتدار اعلیٰ مانا جائے۔ وہی ایک صرف اس قابل ہے کہ بنی نوع انسان کے دلوں پر حکومت کرے۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ جبین نیاز اور سرعجز اس کے سامنے خم کیا جائے۔ دل ودماغ میں صرف اس کا خوف سمائے۔ امیدیں اسی سے وابستہ کی جائیں۔ حاکم وبادشاہ، شہنشاہ، واضع قانون، شارع اور قانون ساز صرف اس کو مانا جائے۔ ماننے کے لائق اور تسلیم کے قابل صرف اس کا قانون ہوسکتا ہے۔ صرف اس کے لئے جانی ومالی قربانی کیا جائے۔ ایثار وفداکاری کے لائق صرف وہی ہے۔ وہی ہے جس سے محبت کی جائے اور دل لگایا جائے۔ اسی سے ڈرایا جائے۔ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ کوئی ماویٰ وملجا نہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو نفع پہنچا سکے یا ضرر دے سکے۔ وہ جس کو ضرر دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں۔ اگر وہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے ہاتھ روک نہیں سکتا۔ وہی الہ ہے۔ ہی معبود، وہی رب، وہی حاکم، الا له الحکم والامر، خبردار اس کے لئے حکومت ہے اور اسی کا امر قابل قبول ہے۔ کوئی نہیں جس کا حکم مانا جائے۔ کوئی نہیں جس کا امر تسلیم کیا جائے۔ انسان کے ظاہر وباطن پر صرف اسی کی حکمرانی ہے۔

وہ کہتا کہ: ’’جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے وجود کے اندر اور باہر عالم تکوین میں صرف اسی کی حکمرانی ہے تو پھر تمہارے قلوب، اعمال، افعال اور کاروبار زندگی میں اسی کی حکمرانی کیوں نہ ہو۔‘‘

وہ کہتا ہے کہ: ’’دنیا مختلف قسم کے الہ ومعبود بنالیتی ہے۔ کہیں انسانی استبداد واستبعاد کے وہ مہیب بت ہیں۔ جنہوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ رکھا ہے اور ان کی قوت شیطانی کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر وتسلط کی صورت میں، کبھی دولت ومال میں، کبھی عزت وجاہ کے غرور میں، کبھی جماعتوں کی رہنمائی وحکمرانی کے ادعاء میں، کبھی علم وفضل اور کبھی زہد وتقویٰ کے گھمنڈ میں۔ غرض مختلف شکلوں میں اور مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں چاندی اور سونے کے ڈھیروں کے بت، کہیں قیمتی کپڑوں، موٹروں اور ہوٹلوں اور کوٹھیوں کے بت۔ اس میں لیڈروں وحکام کے بت ہیں اور کہیں پیروں، مولویوں، پیشواؤں اور رہنماؤں کے بت ہیں تو کہیں خواہشات نفسانی کے بت ہیں۔ رسول عربیؐ کے وقت میں تو تین سو ساٹھ بت تھے۔ جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں۔ لیکن آج ان کی امت میں تو ہر چمکیلی ہستی لات اور منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم، ہر رئیس اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے۔ پوری ملت موحد انہی کی پوجا و پرستش میں مشغول ہے۔‘‘

پس قرآن کہتا ہے کہ یہ سب کچھ جو تم کر رہے ہو شرک ہے اور کفر ہے۔ یہ اس کی صفات میں ساجھی ٹھہرانا ہے اور اس کی حاکمیت میں غیروں کو سہیم وحصہ دار بنانا ہے۔ جس کا مٹانا قرآن کا اولین فرض ہے۔

غرضیکہ اسلام کسی ایسی اقتداء کو تسلیم نہیں کرتا جو شخصی ہو۔ اسلام تو آزادی وجمہوریت کا ایک مکمل نظام ہے جو نوع انسانی کو اس سے چھینی ہوئی آزادی واپس دلانے کے لئے آیا تھا۔ یہ آزادی بادشاہوں، اجنبی حکومتوں، خود غرض مذہبی پیشواؤں، سوسائٹی کی طاقتوں اور جماعتوں نے غصب کر رکھی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ حق طاقت وغلبہ کا نام ہے۔ لیکن اسلام نے ظاہر ہوتے ہی اعلان کیا کہ طاقت حق نہیں ہے۔ بلکہ خود حق طاقت ہے اور خدا کے سوا کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ بندگان خدا کو اپنا محکوم اور غلام بنائے۔ اس نے امتیاز اور بالادستی کے تمام قومی ونسلی مراتب یک قلم مٹادیئے اور دنیا کو بتلادیا کہ سب انسان درجہ میں برابر ہیں۔ سب کے حقوق برابر ہیں۔ نسل قومیت اور رنگ معیار امتیاز نہیں ہے۔ بلکہ صرف عمل ہے اور سب سے بڑا وہی ہے جس کے کام سب سے اچھے ہوں: ’’ان اکرمکم عنداللہ اتقکم:الحجرات:۱۳‘‘

یہی اس کا طرۂ امتیاز اور خصوصی نشان ہے۔ انسانی حقوق کا یہ وہ اعلان ہے جو انقلاب فرانس سے گیارہ سو برس پہلے ہوا۔ یہ صرف اعلان ہی نہ تھا بلکہ عملی نظام تھا جو مشہور مورخ گبن کے لفظوں میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا۔ پیغمبر اسلام اس کے جانشینوں کی حکومت ایک مکمل جمہوریت تھی اور صرف قوم کی رائے نیابت انتخاب سے اس کی بناوٹ ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں جیسے عمدہ اور جامع الفاظ اس مقصد کے لئے موجود ہیں شاید ہی دنیا کی کسی زبان میں پائے جائیں۔

اسلام نے بادشاہ کے اقتدار اور شخصیت سے انکار کیا ہے۔ وہ صرف ایک رئیس جمہوریت (پریذیڈنٹ آف دی پبلک) کا عہدہ جائز قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی خلیفہ کا لقب تجویز کیا گیا ہے جس کے معنی نائب وجانشین کے ہیں۔ اس کا اقتدار محض نیابت قوم ہے اور بس۔ نیابت الٰہی تو ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ پس خلیفہ صرف قوم کا نائب ونمائندہ ہوتا ہے اور قوم خدا کی نائب۔ تو سب اختیارات کا سرچشمہ وہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے خدائی خطابات والقابات کو کسی خلیفہ یا حاکم کے لئے استعمال کرنے کو شرک فی الصفات قرار دیا اور اس کا نام اسماء پرستی رکھا۔ کلمات تعظیم وتجلیل عجیب وغریب ہیں۔ جو ملوک وسلاطین عالم کے ناموں کے پہلے نظر آتے ہیں اور جن کے بغیر ذات شاہانہ کی طرف اشارہ کرنا بھی سوءادب کی آخیر حد ہے۔ مگر مرقع خلافت اسلامیہ میں ان کی مثال ڈھونڈنا بے کار ہوگا۔ ایک ادنیٰ مسلمان آتا ہے اور یا ابا بکرؓ اور یا عمرؓ کہہ کر پکارتا ہے اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں۔

زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمی استعمال ہوسکتے ہیں۔ وہ خلیفہ رسول اللہ اور امیر المومنین جو مدح نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ امراء واحکام ملک بھی انہی الفاظ سے خلفاء کو خطاب کرتے تھے اور عوام اور غرباء بھی۔ خود آنحضرتﷺ کی بھی یہی حالت تھی۔ آپ اپنے لئے لفظ آقا وسیدنا سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک معمولی بدوی آتا تھا اور یا محمدؐ کہہ کر خطاب کرتا تھا۔ ایک بار ایک بدوی حاضر ہوا اور ڈرتا ہوا خدمت نبویؐ میں آگے بڑھا تو آپﷺ نے فرمایا کہ: ’’تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو ثرید کھاتی تھی۔‘‘ سبحان اللہ!

چہ عظمت دادہ یا رب بخلق آن عظیم الشان
کہ انی عبدہ، گویا بجائے قول سبحانی

ایک صحابیؓ نے اپنے بیٹے کو خدمت نبویؐ میں بھیجنا چاہا۔ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اگر حضورؐ اندر تشریف فرما ہوں تو میں کیونکر آواز دوں؟۔ باپ نے کہا جان بدر! کاشانہ نبوت دربار قیصر وکسریٰ نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی ذات تفضل وتکبر سے پاک ہے۔ آپ ﷺ اپنے جاںنثاروں سے کسی قسم کی توقع نہیں کرتے۔ تو یا محمد رسول اللہ کہہ کر پکارنا۔ سبحان اللہ! کیا عالم تھا تربیت یافتگان نبوی کا۔

کیا دنیا بھول گئی کہ مسلمان نے اپنے رسول ﷺ اور خلفائے رسول اللہ ﷺ کو ان کے ناموں سے پکارا اور اپنے خلفاء کو بات چیت پر ٹوکا۔ ان پر سخت اعتراض کئے۔ ان کو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا اور اس وقت تک خطبہ نہیں دینے دیا جب تک خلیفہ اپنی صفائی نہیں پیش کر چکے۔ اپنے خلفاء کو تلوار کی دھار، نیزہ کی انی اور تیر کے پھل سے درست کرنے کی دھمکی دی اور خلفاء نے ان باتوں پر بجائے ناراض ہونے کے فخر کیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ الحمدللہ! ایسے حق گو امت میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں آج بادشاہوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو جن کے پاس جائیداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کا کچھ حصہ جمع ہو گیا ہو۔ ان میں سے بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں اور............ اس لئے لیڈر ہیں۔ پیشوائی کے مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارده (فرعون اور نمرود کی جمع) تم کو ایسے ملیں گے جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے جوان کے شیطانی خبث وغرور نے گھڑ لئے ہیں یا حکومت کی خوشامد وغلامی کا اصطباغ لے کر حاصل کئے ہیں تو ان کے چہرے مارے غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں اور چار پایوں کی طرح ہیجان وغصہ اور غلاضت کو روک نہیں سکتے۔ اس بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا نمرودیت وفرعونیت وشیطانیت ہے۔ کیا ہے جس نے ان کے نفسوں کو مغرور کر دیا ہے اور وہ کونسا ورثہ عظمت وجلال ہے جو تکبر اور غرور کی طرح ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون اور نمرود سے ملا ہے۔ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ ان کے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے اور اگر ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انہیں غرور ہے جو غلامی اور دولت پرستی کے کیڑے ہیں تو میں یہ باور کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ دنیا کے مغرور ومستبد بادشاہوں سے بھی بڑھ کر اپنے پرستاروں اور غلامی کا حلقہ اردگرد دیکھتے ہیں۔ بہرحال کچھ بھی ہو مگر میری آواز کا ہر سامع آج انہیں ان کو قوت کی ناکامی کا پیام پہنچا دے۔ اب ان کی تباہی وبربادی کا آخری وقت آ گیا۔ وہ دنیا جس نے بحراحمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا اور اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں بار دیکھ چکی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے اندر بحر حریت وصداقت میں جس کی موجیں نہ صرف نام ہی کو نہیں بلکہ حقیقت میں بھی احمر ہوں گی۔ ان مغرور لیڈروں کے غرق ہونے کا تماشا دیکھ لے گی۔ وہ وقت دور نہیں جب کہ ان کے اور ان کے مصاحبوں کے لئے آتش کدے تیار ہوں گے اور ان کے خاکستر کو تند وتیز ہوا کے جھونکوں میں اڑتے ہوئے دیکھے گی۔

آج ارض وسماء، بحروبر، فضائے آسمانی اور خلاء سلطانی میں ان کی ہلاکت وبربادی کی آندھیاں چل رہی

ہیں اور مرد مؤمن کی چشم بصیرت کو یہ تمام تماشۂ انقلاب امم واستبدال دول واقوام کا نظر آ رہا ہے۔ اس کی آنکھیں وہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں کہ جو ان کی بربادی وتباہی کا سامان ہو رہا ہے۔ آج کی رفتار، دریا کی روانی، لیل ونہار کی گردش، اقوام وملل کے تغیرات اور گردش زمانہ کی حرکت افراد واشخاص کے نفسیاتی تمول، اذہان وقلوب کے میلانات، طبائع انسانی کے رجحانات یہ سب بتا رہے ہیں کہ نماردہ فراعنہ دور حاضر کی ہلاکت وفلاکت، تباہی وبربادی، خسروان ومقہوریت کا وقت بالکل قریب آچکا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب کہ ان کی دولت ومال اور عزوجاہ کے جنازے نکلیں گے اور یہ صفحۂ ہستی سے یوں مٹائے جائیں گے کہ تاریخ عالم میں ان کے افسانے رہ جائیں گے اور نام ونشان باقی نہ رہیں گے۔ ان کی اس تباہی وبربادی پر کوئی نوحہ وماتم کرنے والا نہ ہوگا۔ نہ زمین ان پر ترس کھائے گی اور نہ ہی آسمان روئے گا۔

’’فما بکت علیهم السماء والارض وما کانوا منظرین (٤٤:٢٩)‘‘

’’ان الحکم الا لله (٦:٥٧)‘‘

لوگ دنیا میں سینکڑوں قوتوں کے محکوم ہیں۔ ماں باپ کے محکوم ہیں۔ دوست واحباب کے محکوم ہیں۔ استاد اور مرشد کے محکوم ہیں۔ امیروں، حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے۔ مگر دنیا نے ان کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں۔

لیکن مؤمن ومسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے۔ اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے۔ پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں...... وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے...... وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے...... وہ اپنے سے ہر بزرگ اور بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے ایسے ہی بتایا ہے۔ وہ پادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے۔ کیونکہ حاکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے۔ جو اس کے حاکم حقیقی کے حکم کے خلاف نہ ہو...... وہ دنیا کے ایسے پادشاہوں کی اطاعت کرتا ہے جو اس کی آسمانی پادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرے لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لئے نہیں کرتا کہ سب کے لئے کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ اطاعت ایک ہی کے لئے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔ جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضرور ہے کہ خدا کے لئے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

پس فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کے لئے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں۔ لیکن مؤمن کے لئے صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے اور صرف اسی کو مانتا ہے۔ اس کی اطاعت کا حق ایک ہی کو ہے۔ اس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے اور اس کے دل کی خریداری کے لئے بھی ایک ہی ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اسی ایک کے لئے۔ اس لئے اس

کی بہت سی اطاعتیں بھی اس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہیں:

مقصود ما کہ دیر وحرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسید

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا:

’’ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ۰ یوسف:۳۹ ‘‘ترجمہ:...... ’’بہت سے معبود بنالینا بہتر ہے یا ایک قہار ومقتدر خدا کو پوجنا۔‘‘

یہی وہ خلاصہ ایمان واسلام ہے جس کی ہر مومن ومسلم کو قرآن کریم نے تعلیم دی ہے کہ:

’’ان الحكم الا لله امر الله تعبدوه الا اياه ۰ يوسف : ٤٠ ‘‘ترجمہ:...... ’’تمام جہاں میں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جس کی حکومت ہو۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کو پوجیں اور نہ کسی کو اپنا معبود بنائیں۔ یہی دین قیم ہے جس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔‘‘

’’ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون ۰ يوسف: ٤٠‘‘

حدیث صحیح یہ ہے کہ فرمایا: ’’لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق ۰ حديث ‘‘ترجمہ:...... ’’جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو اس میں کسی بندے کی فرمانبرداری نہ کرو۔‘‘

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت ان تمام ماسوائے اللہ اطاعتوں اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد وحر کامل کر دیا جن کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے اور اس کے ایک ہی جملہ نے انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھادی کہ اس کے بعد کچھ باقی نہ رہا۔ یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال واعتقادات کی ایک مکمل تصویر ہے۔ اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں، جتنی فرماں برداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم واعتراف ہے۔ صرف اس وقت کے لئے جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو۔ لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے تو پھر تمام اطاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناموں کا انقطاع اور تمام دوستوں اور صحبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم، حاکم ہے نہ بادشاہ، بادشاہ۔ نہ باپ، باپ ہے۔ نہ بھائی، بھائی ہے۔ سب کے آگے تمرد، سب کے ساتھ انکار، سب کے سامنے سرکشی، سب کے ساتھ بغاوت۔ پہلے جس قدر غلامی تھی اتنی ہی اب سختی چاہئے۔ پہلے جس قدر اعتراف تھا اتنا ہی اب تمرد چاہئے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا اتنا ہی اب غرور ہو۔ کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے۔ رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتے کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی کا تھا اور یہ سب اطاعتیں اسی ایک کی اطاعت کے لئے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اس سے انکار اور ان کی وفاداری میں اس سے بغاوت ہونے لگی تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا اس کی تلوار نے کاٹ بھی دیا اور جس کے ہاتھ نے ملایا تھا اسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا کہ:

’’لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ۰ حدیث‘‘
سرور کائنات اور سید المرسلین ﷺ سے بڑھ کر کون آقا ہوسکتا ہے۔ لیکن خود اس نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی تو فرمایا:’’والطاعة فی معروف .... ‘‘میری اطاعت تم پر اسی وقت تک کے لئے واجب ہے جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔

جب اس شہنشاہ کونین ﷺ کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی ومعروف کے ساتھ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون سے بادشاہ، کون سی حکومت، کون سے پیشوا، کون سے رہنما اور کون سی قوتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن کی اطاعت ظلم وعدوان کے بعد بھی ہمارے لئے باقی رہے۔

آدم علیہ السلام کی اولادوں کی محکوم نہیں ہوسکتی۔ وہ ایک سے ملے گی دوسرے کو چھوڑ دے گی۔ ایک سے جڑے گی۔ دوسرے سے کٹے گی۔ پھر خدارا! مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑے گا اور کس سے ملے گا۔ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہوسکتے۔ ایک باقی رہے گا۔ ایک کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کرے گا۔ کیا وہ اس سے ملے جس کی حالت یہ ہے کہ:

’’ویقطعون مآ امر اللّٰه به ان یوصل ۰ البقره:۲۷ ‘‘ترجمہ:......’’خدا نے جس کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے اور جدا کرتے ہیں۔‘‘

کیا اس کی بادشاہت قبول کرے گا جس کی حالت تصویر یہ ہے:

’’ویفسدون فی الارض اولئك هم الخاسرون ۰ البقره:۲۷ ‘‘ترجمہ:......’’وہ دنیا میں فتنہ اور فساد پھیلاتے ہیں اور انجام کار وہی ناکام ونامراد رہیں گے۔‘‘

اور کیا اس کی بادشاہت سے گردن موڑے گا جو پکارتا ہے کہ:’’یآیها الانسان ماغرك بربك الكریم ۰ الانفطار:٦ ‘‘ترجمہ:......’’اے غافل انسان! کیا ہے جس کے گھمنڈ نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنادیا ہے؟۔‘‘

مگر آہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ:’’کیف تکفرون باللّٰه وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون ۰ البقره:۲۸ ‘‘ترجمہ:......’’تم اس شہنشاہ حقیقی کی حکومت سے کیوں انکار کروگے جس نے تمہیں اس وقت زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے اور تم پر پھر موت طاری کرے گا۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا۔ پھر تم اسی کے پاس بلالئے جاؤ گے۔‘‘

دنیا اور اس کی بادشاہیاں فانی ہیں۔ ان کے جبروت وجلال کو ایک دن مٹنا ہے۔ خدائے منتقم وقہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب، انقلاب وتغیرات کے حربے لے کر اترنے والے ہیں۔ ان کے قلعے مسمار ہوجائیں گے۔ ان کی تلواریں کند ہوجائیں گی۔ ان کے فوجیں ہلاک ہوجائیں گی۔ ان کی توپیں ان کو پناہ نہ دیں گی۔ ان کے خزانے ان کے کام نہ آئیں گے۔ ان کی طاقتیں نیست ونابود کردی جائیں گی۔ ان کا تاج غرور ان کے سر سے اتر جائے گا۔ ان کا تخت جلال وعظمت دگرگوں نظر آئے گا۔

حضرت ابو مسلم خولانیؒ کا آگ سے بسلامت نکل آنا!

ادارہ!

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اپنے سفرنامے میں تحریر فرماتے ہیں: ان کا (یعنی ابو مسلم خولانیؒ کا) نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم ﷺ کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ لیکن سرکا ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔

اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابو مسلم نے انکار کیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: ''ہاں''

اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آجائے۔

چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی۔ یعنی مدینہ منورہ۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے۔ لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ وصال فرماچکے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے۔

انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔

وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: ''آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

یمن سے۔ حضرت ابو مسلمؒ نے جواب دیا۔

حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: ''اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟''

حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: ''ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔''

اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی۔ انہوں نے فوراً فرمایا: ’’میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں۔‘‘

حضرت ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا۔ جی ہاں!

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ (ﷺ) کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔‘‘ (جہاں دیدہ ص۲۹۳)

قیروان کی بناء اور ہزاروں بربروں کا مسلمان ہونا

حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ قیروان غربی افریقہ کے ان مشہور شہروں میں ہے جو زمانہ دراز تک دارالسلطنت اور گورنر افریقہ کے قیام گاہ ہونے کی وجہ سے اسلامی عظمت واقتدار اور شان وشوکت کی زندہ یادگار تھا۔ زمانہ دراز تک غربی افریقہ میں اس سے بڑا کوئی شہر نہ تھا۔ قیروان کی بنیاد ۵۰ھ میں صحابہؓ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اس لئے بھی یہ شہر مذہبی حیثیت سے مقدس سمجھا جاتا تھا۔ ہزاروں جلیل القدر علماء اس کی خاک سے ظاہر ہوئے اور وہیں آغوش لحد میں تاقیامت آرام سے گوشہ نشین ہوگئے۔ لیکن جیسا کہ یہ شہر اپنے مقدس بانیوں اور اسلام کے اقتدار وعظمت کے مرجع نائبین سلطنت کے قیام گاہ ہونے کی وجہ سے نہایت مقتدر مانا جاتا تھا۔ ایسا ہی اس کی بنیاد اور آبادی کا واقعہ بھی صفحات عالم پر یادگار رہنے والا اور اسلام کی صداقت اور صحابہؓ کے اوصاف اور ذاتی محاسن اور مقبولیت عالم کا سکہ بٹھوانے والا تھا۔

یہ وہ مبارک وقت تھا کہ ایک ہی وقت ہزاروں حق منحرف اور خدائے واحد کی توحید کے بجائے شرک وبت پرستی کو اختیار کرنے والے سربسجود ہوگئے اور ’’انی وجهت وجهی للذی فطر السموٰت والارض حنيفا وما انا من المشركين‘‘ کہہ کر سچے دل سے دین اسلام کے جاں نثار بن گئے۔

حضرت عقبہؓ بن نافع فہری کو حضرت امیر معاویہؓ نے افریقہ کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت عقبہؓ نے افریقہ کے اکثر حصہ کو فتح کرلیا۔ قوم بربر جو اصلی باشندے اس ملک کے تھے۔ ان میں سے بہت سے قبائل مسلمان ہوگئے تھے اور وہ بھی حضرت عقبہ کے ساتھ ممالک افریقہ کی فتح میں شریک تھے۔

لیکن مسلمانوں کے لئے کوئی مستقل چھاؤنی نہ تھی۔ جس جگہ ان کا بالاستقلال قیام ہوتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جب امیر افریقہ وہاں سے فارغ ہوکر مصر کو واپس آتے تو نومسلم بربر بھی مخالفوں کے ساتھ کھڑے ہوکر سب عہد وپیمان توڑ ڈالتے اور جو مسلمان وہاں موجود ہوتے ان کو تباہ کرنے میں کچھ کسر نہ رکھتے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت عقبہ نے ارادہ فرمایا کہ مناسب موقع پر مستقل چھاؤنی ڈال دی جاوے۔ جہاں ہر وقت عساکر اسلامیہ موجود رہیں اور اسی طرح غربی افریقہ کو ایک مستقل صوبہ قرار دے دیا جائے۔

لیکن اس غرض کے لئے جس موقع کو پسند فرمایا وہاں اس قدر دلدل اور گنجان جنگل اور گھنے درخت تھے کہ

آدمی یا بڑے جانور تو درکنار سانپوں کو بھی ان درختوں میں سے ہو کر نکلنا دشوار تھا۔ یہ جنگل درندوں اور ہر قسم کے موذی اور زہریلے جانوروں کا مسکن تھا۔ ایسی سرزمین میں آدمی کی بودوباش تو کیا گزرنا بھی خطرناک امر تھا۔ مگر صحابہ کرامؓ کا ہر ایک ارادہ باذن اللہ ہوتا تھا۔ ان کے فعل میں مقبولیت کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ وہ جو کچھ کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کرتے تھے۔

مسلمانوں نے اس جگہ کو قیام گاہ بنانے میں جو خطرے تھے ان کو ظاہر کیا تو حضرت عقبہؓ نے ان مصلحتوں کا اظہار فرمایا جو اس جگہ کو منتخب کرنے میں پیش نظر تھیں۔ اہل اسلام کے نزدیک بھی یہ مصلحتیں قابل لحاظ ثابت ہوئیں اور حضرت عقبہؓ کی رائے ان کو راجح معلوم ہوئی۔

اس لشکر میں اٹھارہ صحابی موجود تھے۔ حضرت عقبہؓ میر لشکر سب کو جمع فرما کر اس میدان میں لے گئے اور حشرات وسباع کو خطاب کر کے فرمایا: ''ایتھا الحشرات والسباع نحن اصحاب رسول اللہ ﷺ فارحلوا فانا نازلون فمن وجدناہ بعد قتلناہ'' اے درندو اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس جگہ آباد ہونا اور قیام کرنا چاہتے ہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ اور قیام کرنا چھوڑ دو۔ اس کے بعد ہم جس کو دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔

اس آواز میں معلوم نہیں کیا تاثیر تھی کہ سب حشرات اور درندوں میں ہل چل پڑ گئی۔ وہ اسی وقت جلاوطن ہونے کے واسطے تیار ہوگئے۔ جماعتیں کی جماعتیں وہاں سے نکلنی شروع ہوگئیں۔ شیر اپنے جوڑے بچوں کو اٹھائے ہوئے، بھیڑیے اپنی اولاد کو لئے ہوئے، سانپ اپنے سپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے نکلے چلے جاتے تھے۔ یہ ایک ہیبت ناک وتعجب انگیز منظر تھا۔ جو نہ اس سے قبل کہیں دیکھا گیا تھا نہ کسی کے وہم گمان میں تھا۔

یہ یقینی امر ہے کہ اس حالت میں جب کہ درندے اور سانپ وغیرہ اس طرح بکثرت پھیلتے چلے جاتے ہوں۔ کوئی شخص قریب کھڑا بھی نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ ہزاروں آدمی تماشائی اس حالت کو دیکھنے کے واسطے کھڑے ہوں۔ مگر سب جانتے تھے کہ اس وقت یہ کسی نہایت جابر اور قاہر حکم کے مسخر اور تابع ہوئے جاتے ہیں۔ دوسرے کو ان سے کیا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ ان کو اپنی جان بچانی بھاری پڑ رہی ہے۔ اس لئے بے تکلف ہزاروں مخلوق تماشا دیکھ رہی تھی۔ قوم بربر جو اس ملک کے اصلی باشندے اور اس جنگل کی حالت اور خطرات سے بخوبی واقف تھے۔ ان حالات کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ کیا یہ بات ممکن تھی کہ حقانیت اسلام کی ایسی روشن دلیل کو دیکھنے کے بعد بھی وہ باطل پرستی پر قائم رہتے؟ اسی وقت ہزارہا بربری صدق دل سے ایمان لے آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ (اشاعت اسلام ص۱۹۰ تا ۱۹۲)

شیر تابع ہوگیا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ایک غلام تھے۔ سفینہؓ، ام المؤمنین نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ان کا نام تو کچھ اور تھا۔ سفینہ لقب تھا۔ یہ لقب آپ کو حضور اکرم ﷺ نے عطاء فرمایا تھا۔ اس کی وجہ یہ بنی تھی کہ یہ ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اتفاقاً ایک صاحب تھک گئے اور انہوں نے اپنا سارا بوجھ اتار کر زمین پہ رکھ دیا۔

سفینہؓ نے اپنے بوجھ کے ساتھ ساتھ بہت سا ان صاحب کا بوجھ بھی اپنے اوپر لادلیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ ''انت سفینة'' تم تو پورے سفینہ یعنی جہاز بنے ہوئے ہو۔ جب سے یہ اس لقب سے مشہور ہوگئے اور یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ لوگ ان کا نام بالکل بھول گئے۔ (مرقاۃ ج۱۱)

حدیث شریف میں حضرت سفینہؓ کا ایک واقعہ مذکور ہے۔ قارئین یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

حضرت ابن المکندرؒ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہؓ حضور اکرم ﷺ (کی زوجہ محترمہ ام سلمہؓ) کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ ایک مرتبہ سرزمین روم میں اسلامی لشکر کا راستہ بھول گئے تھے یا وہ اس سرزمین میں گرفتار کرلئے گئے تھے اور قید سے بھاگ کر لشکر اسلام کو تلاش کررہے تھے کہ ایک شیر سے ان کا آمنا سامنا ہوگیا۔ حضرت سفینہؓ نے اس شیر کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے ابوالحارث میں رسول اکرم ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آگیا ہے۔ جنگل کا شیر یہ سنکر خوشامد میں لگ گیا اور ان کے پہلو میں آکر ان کے ساتھ ہولیا۔ اسے جب کوئی آواز سنائی دیتی تو وہ فوراً ادھر کا رخ کرلیتا پھر واپس آکر آپ کے پہلو میں ساتھ ساتھ چلنے لگتا۔ حتیٰ کہ حضرت سفینہؓ اپنے لشکر میں پہنچ گئے اور شیر واپس چلا گیا۔'' (شرح السنۃ للبغوی بحوالہ مشکوٰۃ ص۵۴۵)

حافظ غلام نبی مرحوم جلالپور پیروالا

حافظ غلام نبی امام جامع مسجد ربانی مین بازار جلالپور پیروالا مورخہ ۲۰؍مئی ۲۰۱۱ء بعد نماز جمعہ تقریباً چار بجے شام انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون! مرحوم نیک سیرت و نیک صورت انسان تھے۔ مولانا حسین احمدؒ بازدار کے ساتھ مل کر جامعہ رحمانیہ کی بنیاد رکھی۔ عرصہ دراز تک جامعہ کی بے لوث خدمت کرتے رہے۔ مین بازار میں جامع مسجد ربانی تعمیر کی اور اس کی بھی بے لوث خدمت کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلالپور پیروالا کے سرپرستوں میں سے تھے۔ مجلس کی مالی خدمت خود بھی حسب استطاعت فرماتے اور لوگوں کو متوجہ کرتے۔ ۸۴ سال عمر پائی۔ وفات کے وقت تلاوت قرآن پاک سے رطب اللسان تھے۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین!

حاجی محمد حسین جنجوعہ بھی چل بسے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فاروق آباد کے امیر الحاج محمد حسین جنجوعہ بھی چل بسے۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند انسان تھے۔ بندہ نے غالباً ۱۹۹۱ء کا ایک جمعہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں پڑھایا اور بتلایا کہ قادیانیوں کا ہر فرد اپنی ماہانہ آمدنی کا دسواں یا سولہواں حصہ اپنے ہیڈکوارٹر چناب نگر بھجواتا ہے۔ تو مرحوم نے اپنی پنشن کا دسواں حصہ مجلس کے بیت المال میں جمع کرانا شروع کردیا۔ مجلس کا کوئی ساتھی جاتا تو انہیں رسید کٹواتے اور اگر کوئی ساتھی نہ پہنچ سکا تو دفتر مرکزیہ ملتان کے نام پر منی آرڈر کرادیتے۔ نیز عیدالاضحیٰ کے موقع پر چرم قربانی کی رقم بھی مجلس کو دیتے۔ ایک عرصہ سے کمزور وعلیل چلے آرہے تھے۔ لیکن مجلس کے لئے ضعف وعوارض کے باوجود مساعی جمیلہ سرانجام دیتے رہے اور ہر سال چناب نگر کانفرنس میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے۔ اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان جزائے خیر سے نوازیں اور برادر عمر زمان جنجوعہ اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (محمد اسماعیل شجاع آبادی)

توہین نہیں تنقید ...... گستاخ رسول کی نئی منطق!

محمد متین خالد

بعض نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ آپ ﷺ پر تنقید ہوسکتی ہے۔ لہٰذا توہین اور تنقید کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ پر تنقید کا عقیدہ ایک ایسے سنگین گناہ کی جسارت ہے جس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ راجپال کی معنوی اولاد اور سلمان رشدی کے مقلدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید نے حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف جس اعتبار سے کروایا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک بات پر بھی دل و دماغ سے یقین نہ کیا جائے تو آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ قرآن مجید سے حکمت و دانائی کے جو عملی پہلو لیے جاسکتے ہیں۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے بغیر وہ کبھی حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ آپ ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

قرآن مجید میں چالیس مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نبی اور رسول ہیں۔ شارح اور شارع ہونے کے ساتھ ساتھ مطاع بھی ہیں اور مطمع نظر بھی۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ بالکل اسی طرح آپ ﷺ کی اطاعت بھی فرض ہے۔ آپ ﷺ پوری دنیا کے قاضی القضاء ہیں۔ آپ ﷺ کے کسی فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ چیلنج تو بڑی دور کی بات ہے۔ آپ ﷺ کے کسی فیصلے سے کسی مسلمان کے دل میں ملال پیدا ہونے سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی حیثیت ایسے حکم اور فیصل کی ہے کہ آپ ﷺ کے فیصلہ سے پہلے اور بعد میں بھی کسی کو رتی برابر رائے زنی کی اجازت نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ اصل الاصول ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کائنات میں کوئی ایسا مستحق نہیں جو حضور نبی کریم ﷺ سے زائد تعظیم و توقیر کا استحقاق رکھتا ہو۔

آپ ﷺ کی شان جامعیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور تمام رسولان عظام کے اوصاف و محاسن، فضائل و شمائل اور کمالات و معجزات کا بھرپور مجموعہ اور حسین مرقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں، رسولوں اور ساری اولاد آدم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل عالیہ حضور ﷺ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے تو گویا آپ ﷺ تمام ذریت آدم کے حسن و جمال، اوصاف و خصائل، تعریفوں، خوبیوں، صفتوں، بھلائیوں، نیکیوں، کمالوں، ہنروں، خلقوں اور پاکیزہ سیرتوں کے مجموعہ ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شخصیت میں آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کا جوش تبلیغ، لوط علیہ السلام کی حکمت، صالح علیہ السلام کی فصاحت، ابراہیم علیہ السلام کا ولولۂ توحید، اسماعیل علیہ السلام کی جاں نثاری، اسحاق علیہ السلام کی رضا، یعقوب علیہ السلام کا گریہ و بکا، ایوب علیہ السلام کا صبر، لقمان علیہ السلام کا شکر، یونس علیہ السلام کی انابت، دانیال علیہ السلام کی محبت، یوسف علیہ السلام کا حسن، موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی، یوشع علیہ السلام کی سالاری، داؤد علیہ السلام کا ترنم،

سلیمان علیہ السلام کا اقتدار، الیاس علیہ السلام کا وقار، زکریا علیہ السلام کی مناجات، یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد و اعجازِ مسیحائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ پوری کائنات کی ہمہ گیر سچائی اور ہر خوبی آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات میں سمائی ہوئی ہے۔

کسی اہل دل شاعر نے کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اور وہ اسے اپنے لیے باعث فخر اور موجب نجات سمجھتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

بہ مصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ ایک ایسا انسان ہی صاحب قرآن ہونے کے شرف کا مستحق و متحمل ہو سکتا تھا جس کے کردار کی بلندی اور دل کی پختگی کی کرۂ ارض پر اور کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ صاحب قرآن ﷺ کی حیثیت نافذ قرآن کی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ سے قرآن کی روح کو من وعن منطبق و نافذ کر کے اپنے آپ کو بہترین اور کامل رہبر کے طور پر بھی ثابت کیا۔ اور یہی وہ دراصل مشکل ترین مرحلہ تھا جس سے آپ ﷺ بہ تمام وکمال سرخرو ہوئے اور جہاں خداوند ذوالجلال نے آپ ﷺ کو یہ اعتبار اور اعزاز بخشا کہ:

ترجمہ:...... ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔''

(التغابن:۱۲، محمد:۳۳، النور:۵۴، المائدہ:۹۲، النساء:۵۹)

بلکہ: ''من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸۰)'' یعنی رسول رحمت ﷺ کی اطاعت ہی کو اللہ کی اطاعت قرار دیا۔

کیونکہ: ''وما ینطق عن الھویٰ ۰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم:۳،۴)'' وہ خود سے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ جو ان کو وحی کیا گیا ہے۔ اسی کی تبلیغ کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا دو تصریحات سے یہ بات علی وجہ البصیرت واضح ہو جاتی ہے کہ رسول پاک ﷺ نہ صرف ذاتی کردار کے حوالے سے اپنی معراج پر فائز ہیں۔ بلکہ اپنی سیاسی حیثیت میں بھی افضل ترین ہیں۔ ان ہر دو حیثیتوں میں ان کا احترام کس قدر لازم ہے۔ خود قرآن حکیم نے اس کے پیرائے مقرر کر دیے ہیں۔

سورہ الحجرات کی اوّلین آیات ہی میں حکم ہوتا ہے کہ: ''یاایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (الحجرات:۱)'' اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے پہل نہ کرو۔

اس سے اگلی دو آیات اس باب میں حرف آخر ہیں جس میں بہت بڑی وارننگ بھی دے دی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: ''یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا

له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون(الحجرات:۲)‘‘
اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ ان سے اونچی آواز میں بات کرو۔ جیسا کہ تم آپس میں بات کرتے وقت کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اب تک کے اعمال اس طرح ضائع ہو جائیں کہ تمہیں احساس تک نہ ہو۔

اسی سورہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زندگی کے باقی معاملات میں کس طرح رہنا ہے اور حتیٰ کہ جب کوئی ان کے دروازے پر آئے تو کون سے آداب ملحوظ خاطر رکھے۔ کیونکہ یہ وہ بارگاہ سیادت پناہ ہے جہاں دوسری تمام سیادتوں کے پر جل جاتے ہیں۔ جہاں قوموں کے سردار اور ملکوں کے سلاطین، سلطانی وسرداری کی قبائیں بہت دور تک چھوڑ کر سر کے بل آتے ہیں۔ جہاں کج کلاہیاں ایک ایک نگاہ پر نثار ہوتی ہیں۔ جہاں خسروی اپنا انداز خرام بھول جاتی ہے۔ مذکورہ ارشادات میں حکمت تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حیثیت ان کی طبعی زندگی تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ تا ابد قائم ہے اور یہی احترام ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے گا۔ بخاری شریف کی بیان کردہ حدیث مبارکہ میں روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے انسانی شکل میں دربار نبوت میں حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ جبرئیل علیہ السلام خاموشی سے آتے ہیں اور آپ ﷺ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔ حاضرین کو ان کے اس طرح باادب طریقے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنے والا کوئی معمولی اوران پڑھ نہیں جو پوچھے گئے سوالوں کے جوابات کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ سے یہ سبق دینا بھی مقصود تھا کہ دربار نبوت میں بیٹھنے اور بات کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی اس قدر تعظیم وتکریم کرتا ہے کہ اس نے براہ راست تخاطب کے حوالے سے ایک دفعہ بھی حضور نبی اکرم ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو نہیں پکارا۔ بلکہ جہاں کہیں مخاطب کیا ہے تو عزت وتکریم کے کسی صیغے ہی سے آواز دی ہے کہ:

’’ یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك …… یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین‘‘
یا پھر محبت سے ’’یا ایها المزمل …… اور …… یاایها المدثر‘‘ کہہ کر پکارا ہے۔

جبکہ قرآن مجید میں اولوالعزم انبیا کو جگہ جگہ ان کا اصل نام اور اسم سے پکارا گیا ہے۔ جیسے: ’’یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة …… ماتلك بیمینك یا موسیٰ …… یا داود انا جعلنك خلیفة …… یازکریا انا نبشرك بغلام ن اسمه یحییٰ …… یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة …… یانوح اهبط بسلام منا …… یا عیسیٰ انی متوفیك و رافعك الی ۰‘‘

اس طریق مخاطبت کے مطابق چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بھی ’’یا محمد …… یا …… احمد‘‘ کہہ کر پکارتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس درجہ آپ ﷺ کا احترام سکھانا مقصود تھا کہ تمام قرآن مجید میں ایک جگہ بھی آپ ﷺ کو نام لے کر مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ تعظیم وتکریم پر مبنی خوبصورت اور بہترین القابات پر مشتمل ناموں ہی سے آپ ﷺ کو پکارا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ہر ایک انسان کا رفیق اور قرین بنایا

ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے کہ میں اس کے شر سے محفوظ و مامون رہتا ہوں۔(صحیح مسلم)

ابن ابی سرح کے واقعہ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ایک انصاری نے کہا تھا:''ھلا اومات الی'' آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ فرمادیا تو نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرے۔(صحیح مسلم)

حالانکہ دزدیدہ نگاہی ظاہر کا باطن کے خلاف نہایت خفیف اور معمولی سا عمل ہوتا ہے۔جب ایسا معمولی سا فعل بھی نبی کریم ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے تو پھر آپ ﷺ پر تنقید کیسی؟۔منکرین عصمت رسول کی کور ذوقی اور سیاہ بختی دیکھئے کہ وہ چاند پر تھوکتے نہیں شرماتے۔

نبی حسن الوہیت کا آئینہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کی ابتداء انبیاء سے ہوتی ہے۔نبی اپنے علم، عمل اور اخلاق کے اعتبار سے بلکہ جسمانی اور روحانی اعتبار سے ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہ رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے جو کائنات میں کسی اور کے لیے متصور نہیں ہوتی۔حضور نبی کریم ﷺ تو سید الانبیاء ہیں۔

یہاں تک کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ:''ورفعنا لك ذكرك (الانشراح:٤)''یعنی اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو عزت وتکریم کے حوالے سے اس قدر رفعت عطا کی ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بھی آپ کے لیے بلند فرمایا۔

فقہانے لکھا ہے کہ سب نبیوں کی نبوت حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کی مرہون منت ہے۔اگر نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر کوئی نقص آجائے تو تمام نبیوں کی نبوت باطل ہو جائے۔جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر کوئی مسلمان دلیل طلب نہیں کرسکتا۔اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر بھی کوئی مسلمان دلیل طلب نہیں کرسکتا۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ کوئی دلیل طلب کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور کوئی دلیل طلب کیے بغیر حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرے۔قبل از نبوت اور بعد از نبوت آپ ﷺ کی پوری زندگی معصوم عن الخطا پر مبنی ہے۔آپ ﷺ کی زندگی کا ایک لحہ بھی ایسا نہیں جس پر اعتراض کیا جاسکے۔تنقید اس پر ہوتی ہے جس میں کوئی بشری کمزوری ہو یا وہ غلطی کرتا ہو۔یا وہ گنہگار ہو اور ایسے شخص کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جبکہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کہتے ہیں۔نبی عام بشری کمزوریوں سے بالکل پاک ہوتا ہے۔نبی بشر ضرور ہوتا ہے۔مگر وہ بے عیب بشر ہوتا ہے۔نبی عبد ضرور ہوتا ہے۔مگر ایسا عبد ہوتا ہے جو تمام عباد اللہ میں سب سے ممتاز،افضل اور اعلیٰ ترین ہوتا ہے۔بلکہ وہ ایک ایسا عبد ہوتا ہے کہ جو اللہ اور عباد اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔

نبوت ورسالت سراسر وہبی چیز ہے۔اس میں ادنیٰ سی خامی بھی نہیں پائی جاتی۔اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اس عطا میں شک کرے اور کہے کہ نبی میں کوئی نقص ہوسکتا ہے اور اس پر تنقید ہوسکتی ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا

تمسخر اور نبوت و رسالت کی تکذیب و تضحیک کی۔ نبی کی معصومیت کا خود خدا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ نبی اس لیے معصوم عن الخطاء ہوتا ہے کہ اس کا کوئی قول ایسا نہیں ہوتا جو وحی الٰہی سے باہر ہو اور کوئی فعل ایسا نہیں ہوتا جو مرضی خدا کے خلاف ہو۔ جید علماء کرام اور فقہاء حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا عقیدہ (کہ نبی ﷺ پر تنقید ہوسکتی ہے) کفر و شرک، ارتداد اور اسلام سے انحراف ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا جان و مال مباح ہے۔ ایسے ملعون شخص سے بیزاری اور نبوت ضروری ہے۔

کوئی ایسا لفظ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی یا بے ادبی کا شائبہ بھی پایا جائے۔ اس کا استعمال حرام ہے۔ آپ ﷺ کی کی تریسٹھ سالہ زندگی ہر قسم کے عیب و نقص سے مبرا و منزہ ہے۔ اس لیے منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند و بالا ہے۔ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ حضور خاتم النبین حضرت محمد ﷺ سیّد الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ پر کسی بھی قسم کی تنقید ''توہین رسالت'' ہی کے زمرے میں آتی ہے۔ امت کے جلیل القدر علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ یہ دانشور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں گستاخان رسول کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا۔

علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب ''السیف المسلول علی من سب الرسول'' علامہ ابن الطلاع اندلسی کی تالیف ''اقضیة الرسول'' مشہور حنفی عالم علامہ زین العابدین شامی کی ''تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام خیر الأنام'' اور علامہ ابن تیمیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' اس موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنھوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔

بقول مولانا محمد احمد حافظ کہ اہل مغرب جب بھی ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کرتے ہیں تو اس سے ان کا مقصود سوائے تنقیص اور توہین کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی معاند تنقید اس لیے نہیں کرے گا کہ اس سے حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ بلند ہو۔ مستشرقین کی ساری تنقید پڑھ لیجیے۔ ان کے پیش کردہ اعتراضات کا مطالعہ کرلیجیے۔ ان تمام کے پیچھے واضح طور پر یہ جذبہ کارفرما نظر آئے گا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو مورد تنقید بنا کر نعوذ باللہ آپ ﷺ کے روئے زیبا کو داغ دار کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ دینی عقائد، احکام، اعمال اور آپ کی ذات گرامی پر تنقید کو اس لیے برداشت نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی علمی پیرایہ ہے۔

بھلا حضور نبی کریم ﷺ پر تنقید کا معاذ اللہ کوئی علمی پیرایہ بھی ہوسکتا ہے؟...... ذرا تصور کیجیے کہ ایک ادنیٰ مسلمان کے سامنے بھی کوئی بھاری بھرکم علمی شخصیت اپنے علم و مطالعہ کے زور پر آنحضرت ﷺ پر اعتراضات اٹھائے تو اس کا ردعمل کیا ہوگا؟۔ یقینی طور پر اس کی پہلی کوشش اس ناہنجار کو تہ تیغ کرنے کی ہی ہوگی۔ ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کو برداشت کرنا قرآنی منشاء کے بھی خلاف ہے۔

جب سورۂ بقرہ آیت ایک سو چار میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے تمام لوگوں کو بتا دیا گیا کہ آپ ﷺ کے سامنے (لا تقولو راعنا و قولوا انظرنا) ''راعنا'' نہیں بولنا بلکہ ''انظرنا'' کہہ کر آپ سے درخواست

کرتی ہے اور سمع وطاقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔تو اس کا مطلب یہی ہے کہ بے ادبی اور بے اکرامی کے ادنیٰ شائبہ کو بھی رد کردیا گیا ہے۔

تیسری بات یہ کہ ''مسلمان تنقید کو برداشت کرتا ہے'' سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نقد و نظر کی میزان میں رکھی جاسکتی ہے؟۔قطعاً نہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تنقیدی پیمانوں میں رکھے جانے سے ماوراء ہے۔تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ کسی شخص نے آپ ﷺ کو نعوذ باللہ گالی دی نہ برا بھلا کہا محض کسی سنت عمل پر اپنی طبعی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔تب بھی اس پر تلوار سونت لی گئی۔

الامام المجاہد حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معروف واقعہ ہے کہ دوران درس ایک حدیث شریف آئی جس میں تھا کہ آنحضرت ﷺ کو سبزیوں میں کدو بہت پسند تھا۔قریب بیٹھے کسی شخص نے کہا ''مجھے تو پسند نہیں'' (مقصود آپ ﷺ کی توہین نہ تھا) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فوراً طیش میں آگئے۔مسند کے پاس رکھی اپنی تلوار نکالی اور کہا کہ:''ابھی اپنے ایمان کی تجدید کرو۔ورنہ تیرا سر اڑاتا ہوں۔''اس ردعمل کو کیا نام دیا جائے گا؟۔

بلاشبہ علماء امت نے مستشرقین اور دیگر ملاحدہ وزنادقہ کی تنقیدات کا عالمانہ اسلوب میں جواب دیا ہے تاکہ عامۃ الناس کو معاندین کی فریب کاریوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ علمیت بگھارنے کے نام پر ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کی نہ صرف کھلی چھوٹ دے دی جائے اور اسے ٹھنڈے پیٹوں ہضم بھی کیا جاتا رہے۔اگر برداشت کے نام پر تنقید کو روا تسلیم کرلیا جائے تو پھر ہر دشمن رسول تنقید کی آڑ میں آپ ﷺ کی توہین وتنقیص کو شعار بنالے گا۔

آہ! مولانا محمد اسلم قادریؒ فاروق آباد

مولانا محمد اسلم قادری بھی ۷۳ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون !مرحوم جامعہ امینیہ دہلی کے فاضل مولانا غلام محمدؒ کے فرزند ارجمند تھے۔تمام کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں۔علوم ظاہریہ سے فراغت کے بعد اپنے والد محترم کے دست وبازو بن گئے۔فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کی عظیم جامع مسجد اور بنات وبنین کا مدرسہ ان کی حسین یادگاریں ہیں۔۱۹۹۱ء میں والد محترم کے انتقال کے بعد تمام تر ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر آن پڑیں۔ان کی مسجد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز رہی۔حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دور سے لے کر تازیست مجلس سے وابستہ رہے۔قادیانیوں نے اپنا دجل وفریب کا مرکز بنایا تو اس کے بالمقابل جگہ خرید کر جامع مسجد تحفظ ختم نبوت تعمیر کی۔قادیانیوں سے کیس بھی لڑتے رہے۔صبح کی نماز کے بعد باقاعدگی سے درس قرآن، بچیوں کی ترجمہ کلاس میں قرآن پاک کے ترجمہ وتفسیر کا سبق ہر پیر کو مجلس ذکر کراتے۔مسجد کی خطابت سرانجام دیتے رہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ رہے۔مورخہ ۱۳ر مئی صبح دو بج کر ۱۸ منٹ پر تہجد سے فراغت کے بعد انتقال فرمایا۔ نماز جنازہ بڑے بیٹے مولانا عتیق الرحمٰن راشدی نے پڑھائی۔ انہوں نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور چھ بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑیں۔بڑے بیٹے مولانا عتیق الرحمٰن لاہور میں مکھن پورہ کی مدینہ مسجد کے خطیب ہیں۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی سیآت کو حسنات سے مبدل فرمائیں اور حسنات کو قبول فرمائیں۔آمین! (محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی کذب بیانی!

مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ’’نور الحق‘‘ (مطبوعہ مطبع مفید عام لاہور) کے حصہ دوم کے صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ: ’’فاخبر رسول اللہ خیر الانام ان الشمس تنکسف عند ظھور المھدی فی النصف من ھذا الایام یعنی الثامن والعشرین قبل نصف النھار وکذالک ظھر کما لایخفیٰ علی اولی الابصار فانظر کیف تمت کلمۃ نبینا صدقا وعدلا فاتق اللہ ولا تکن من الممترین ‘‘ ترجمہ:...... پس رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا۔ یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے اور اس طرح پر ظاہر جیسا کہ آنکھوں والوں پر پوشیدہ نہیں۔ پس دیکھ کہ ہمارے نبی ﷺ کی بات کیسی ٹھیک پوری ہوگئی۔ پس خدا سے ڈر اور شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔‘‘

جواب ۱...... واضح ہو کہ حدیث کی کتابیں دو قسموں کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم کی وہ کتابیں جن میں محدثین اپنی اپنی سندوں کو بیان کرتے ہیں۔ کسی صحابیؓ کے ذریعے حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، سنن ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، مسند احمد، مستدرک حاکم، تصانیف امام بیہقیؒ، موطا امام مالکؒ، موطا امام محمدؒ وغیرہ۔ دوسری قسم کی وہ کتابیں جن کے لکھنے والے اپنی اپنی سند بیان نہیں کرتے۔ بلکہ مستند کتب حدیث سے روایت نقل کرتے ہیں۔ صحابیؓ کا نام بھی لکھتے ہیں اور حدیث کی جس مستند کتاب سے روایت نقل کرتے ہیں اس کا نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ جیسے مشکوٰۃ شریف اور کنز العمال وغیرہ۔

۲...... عرض یہ ہے کہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح روایت حضرت رسول خدا ﷺ سے نہیں آئی ہے۔ یعنی یہ الفاظ: ’’فاخبر رسول اللہ ﷺ خیر الانام ان الشمس تنکسف عند ظھور المھدی فی النصف من ھذہ الایام ‘‘ حدیث شریف کی کسی مستند کتاب میں نہیں آئے ہیں۔

۳...... اگر کوئی مرزائی کہے کہ حکیم خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب عسل مصفے جلد دوم کے صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸ پر الفاظ کہ: ’’اور رسول اللہ ﷺ نے کسوف وخسوف کی نسبت یوں فرمایا ہے‘‘ لکھ کر سنن دارقطنی کا حوالہ دیا ہے تو جواب یہ ہے کہ سنن دارقطنی میں یہ الفاظ ’’فاخبر رسول اللہ ﷺ خیر الانام ان الشمس تنکسف عند ظھور المھدی فی النصف من ھذہ الایام ‘‘ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ سنن دارقطنی (مطبع انصاری دہلی) کی جلد اول کے صفحہ ۱۸۸ پر حدیث نبویؐ یوں ہے:

’’عن عبداللہ بن عمرؓ عن رسول اللہ ﷺ قال ان الشمس والقمر اٰیتان من آیات اللہ لاینخسفان لموت احد ولالحیاتہ ولکنھما اٰیتان من اٰیات اللہ فاذا رأ یتموھا فصلوا‘‘

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے یہ روایت کی حضرت رسول خدا ﷺ سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تحقیق سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کا گرہن کسی کے مرنے اور حیات کے لئے نہیں ہوتا اور لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب ان کا گرہن دیکھو تو نماز پڑھو۔''

۴...... کتاب نورالحق حصہ دوم کے صفحہ ۸ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: ''ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السماوات والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه'' نوٹ: عرض یہ ہے کہ سنن دار قطنی میں اور حدیث کی کسی مستند کتاب میں یہ نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا۔

دوسرا جھوٹ

کتاب حقیقت الوحی (مطبوعہ ۱۹۲۳ء وزیر ہند پریس امرتسر) کے صفحہ ۱۹۵ سطر نمبر ۱،۲ میں ہے کہ: ''اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے۔ جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔'' (نیز دیکھو کتاب چشمہ معرفت ص۳۱۴ کا حاشیہ) نوٹ: حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت نہیں آئی ہے۔ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ نے یا کسی صحابیؓ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں ماہ رمضان میں سورج گرہن اور چاند گرہن دو مرتبہ واقع ہوگا۔ اگر کوئی مرزائی مولوی حدیث کی کسی مستند کتاب سے کوئی ایسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت دکھلا دے تو اس کو ۱۹۵ پیسے انعام دیئے جائیں گے۔

تیسرا جھوٹ

کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۰۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔'' نوٹ: حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع یا موقوف حدیث نہیں آئی ہے۔ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ نے یا کسی صحابی نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ مسیح چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔

چوتھا جھوٹ

کتاب تحفہ گولڑویہ (طبع ثانی مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۴ء) ضیاء الاسلام پریس قادیان کے صفحہ ۱۱۹ کے حاشئے پر ہے: ''حدیثوں میں صاف طور پر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی اور علمائے وقت اس کو کافر ٹھہرائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے۔ اس نے تو ہمارے دین کی بیخ کنی کر دی۔'' نوٹ: حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت نہیں ہے۔ یعنی حضرت رسول خدا ﷺ نے یا کسی صحابیؓ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ مسیح کی تکفیر ہوگی اور علمائے وقت اس کو کافر ٹھہرائیں گے۔

اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ کتاب فتوحات مکیہ، مکتوبات امام ربانی مجددؒ الف ثانی اور حجج الکرامہ میں ایسا لکھا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۷) تو جواب یہ ہے کہ یہ کتابیں حدیث کی مستند کتابیں نہیں ہیں۔ اگر کسی مرزائی میں ہمت ہے تو حدیث کی کتابوں سے یہ الفاظ دکھلائیں۔

ایک قادیانی کے چند سوالات اور ان کے مفصل جوابات!

قسط نمبر 3

مولانا غلام رسول دین پوری

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اسلم قادیانی کہنے لگا:

اسلم قادیانی: امام مہدی کی نشانیوں میں سے ہے۔

مولانا اللہ وسایا: ٹھہر! بھائی!! پہلے یہ بتا کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں یا دو؟

اسلم قادیانی: جی!

مولانا اللہ وسایا: یہ ایک ہیں کہ دو؟

اسلم قادیانی: ہمیں ایک بتایا گیا ہے۔ (یعنی مسیح اور مہدی ایک شخصیت بتائی گئی ہے دو نہیں)

مولانا اللہ وسایا: پکی بات ہے ایک ہیں؟

اسلم قادیانی: جی! پکی بات ہے۔

مولانا اللہ وسایا: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھا ہے۔

اسلم قادیانی: یہ اور کتاب ہے؟ (یعنی مرزا غلام احمد کی یہ اور کتاب ہے؟)

مولانا اللہ وسایا: ہاں ہاں یہ اور کتاب ہے۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی! اس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ: ''میں سے میں پیدا ہوا ہوں۔'' (یعنی میں اپنے آپ سے پیدا ہوا ہوں)

مولانا اللہ وسایا: بالکل اس نے تو یہ بھی کہا ہے مجھے حیض آتا ہے اور مجھے دس مہینے حمل رہا ہے۔ چنانچہ حقیقت الوحی میں لکھا ہے ملاحظہ ہو: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

اور کشتی نوح میں لکھا ہے: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔''

(کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

بہرحال! میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ کیا اس طرح آج تک ہوا ہے کہ کوئی اپنے آپ سے پیدا ہوا ہو؟ یہ تو ہے کہ مرد و عورت کے اختلاط سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ مگر اپنے آپ سے کوئی پیدا ہوا ہو اس کی کوئی مثال؟

اسلم قادیانی: روحانی طور پر ہوتا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: کوئی ہوا ہے؟

اسلم قادیانی: خاموش!

مولانا اللہ وسایا: کہہ دے پھر کہ نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو پھر اسے مسیح ماننا پڑ جائے گا۔ مرزا غلام احمد کو نہیں! سنو! خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی ''تحفہ گولڑویہ'' (جس کا میں حوالہ دینا چاہتا ہوں) میں لکھا ہے: ''سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی نظیر کوئی نہیں ہوتی۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۹۵)

اگر اپنے آپ سے آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا تو سمجھ لے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر کوئی پیدا ہوا ہوتا تو دنیا میں اس کی نظیر موجود ہوتی۔

اور دو سطر چھوڑ کر آگے لکھتا ہے: ''یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں۔'' (حوالہ بالا)

اسلم قادیانی: امام مہدی کی آسمانی نشانی یہ ہے۔

مولانا اللہ وسایا: پہلے یہ تو بتا کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں یا دو؟

اسلم قادیانی: ایک ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: مرزا غلام احمد قادیانی نے ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھا ہے: ''مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۶، خزائن ج۱۷ ص۱۶۷)

اس عبارت سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسیح اور مہدی اور دجال تینوں الگ الگ ہیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ مشرق میں ہوں گے یا مغرب میں بہر حال یہ تینوں الگ الگ ہیں ایک نہیں۔ یہ تو عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ تین ایک اور ایک تین۔ تین، تین ہی ہوتے ہیں۔ دو نہیں ہوتے۔ دو تین نہیں ہو سکتے۔ یہ فرق رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ سارے دین کا ستیاناس ہو جائے گا۔

بھائی اسلم! میری طرف دیکھو!! آپ سے میری درخواست ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)''

اس وقت (خوشی کے باعث) تمہارا کیا عالم ہوگا۔ جب عیسیٰ بیٹا مریم علیہا السلام کا تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

''فیکم'' اور ''منکم'' دونوں حدیث پاک کے الفاظ ہیں اور عربی میں ہیں۔ یہ دونوں الگ الگ شخصیات کی خبر دے رہے ہیں۔ ''فیکم'' بتلا رہا ہے کہ تم میں نازل ہوگا اور ''منکم'' بتلا رہا ہے کہ تم میں سے ہوگا۔ ایک تم میں نازل ہوگا اور ایک تم میں سے ہوگا۔ یہ دو شخصیتیں ہیں۔ ایک نہیں۔ ایک (عیسیٰ علیہ السلام) بن باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوا اور ایک (امام مہدی علیہ الرضوان) باپ اور ماں دونوں سے پیدا ہوا۔ ایک بنی اسرائیل میں سے تھا اور ایک میری اولاد میں سے ہوں گے۔ سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ کی اولاد میں سے حسنی اور حسینی ہوں گے۔ ایک پیدا ہو چکے ہیں یروشلم میں اور ایک پیدا ہوں گے مدینہ منورہ میں۔ ایک کا نام عیسیٰ علیہ السلام، ماں کا نام مریم علیہا السلام ہے اور ایک کا نام حضور ﷺ نے فرمایا میرے نام کے موافق

(محمد) ہوگا اور ان کے باپ کا نام میرے والد ماجد کے نام (عبداللہ) کے موافق (عبداللہ) ہوگا۔ یہ فرق یاد رکھیں! اور یہ فرق ’’فیکم‘‘ اور ’’منکم‘‘ بتلا رہے ہیں اور یہ فرق بھی سمجھا رہے ہیں کہ ایک امام ہوگا اور ایک مقتدی۔

حضورﷺ نے فرمایا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار پر تو نماز فجر (ایک روایت کے مطابق اور ایک روایت میں نماز عصر کا بھی آتا ہے) کی اذان اور اقامت ہو چکی ہوگی۔ تکبیر تحریمہ کہی جانے والی ہوگی۔ امام مہدی علیہ الرضوان مصلّٰی پر جا چکے ہوں گے۔ اللہ اکبر! کہنے والے ہوں گے کہ اتنے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں گے۔ امام مہدی علیہ الرضوان کو معلوم ہوگا تو مصلّے سے پیچھے ہٹیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں آگے کریں گے اور فرمائیں گے۔ آپ ہی پڑھائیں!’’تکرمة اللہ ھذہ الامة‘‘ اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطاء فرمائی ہے۔ یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بھائی اسلم! حضورﷺ کا ایک فرمان نہیں، چالیس روایات امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اور ایک سو بیس روایات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں۔ چالیس جمع ایک سو بیس، ایک سو ساٹھ کل احادیث ہیں۔ خدا کی ذات گواہ ہے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ اس قدر احادیث بول رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ دونوں ایک نہیں۔ ایک والی بات مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے۔ نہ قرآن کی ہے اور نہ احادیث کی۔

اسلم قادیانی: سمجھ آ گیا۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! اب تو گلے لگ! فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔ گلے تو لگ! اب تو صلح کر لے۔ دیکھ بھائی اسلم! یہ قادیانی کتنا بڑا پروپیگنڈا کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ مولویوں سے بچنا یہ گالیاں بہت دیتے ہیں۔ سچ بتائیں میں نے کتنی گالیاں آپ کو دی ہیں؟

اسلم قادیانی: کوئی گالی نہیں دی۔ آپ نے تو صحیح مسائل سمجھائے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: تو پھر میری درخواست مان! قادیانیت نرا فراڈ ہے۔ اس سے بچ جا، اس سے بچ جا!

اسلم قادیانی: وہ جی ہم جہاں کام کرتے ہیں گیٹ پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے حکومت کو درخواست دی۔ انہوں نے وہ کلمہ اتار دیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ کام تو نہیں کہ لکھا ہوا کلمہ اتروائیں؟

مولانا اللہ وسایا: میری درخواست سنئے! بالکل کلمہ نہیں اتارنا چاہئے۔ کلمہ تو اسلام اور مسلمانوں کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ مگر میری گذارش ہے کہ ایک بندہ گوشت فروخت کرتا ہے۔ ذبح خنزیر کرتا ہے اور بورڈ پر یہ لکھ کر لگاتا ہے کہ یہ بکری کا گوشت ہے یا گوشت کتے کا رکھ کر بیٹھا ہے اور بورڈ پر لکھا ہوا ہے یہ بکری کا گوشت ہے۔ کیا اس طرح دھوکہ دینا صحیح ہے؟

اسلم قادیانی: نہیں! یہ تو بہت بڑا دھوکہ ہے۔ توبہ، توبہ!

مولانا اللہ وسایا: جب گوشت خنزیر کا ہو بورڈ بکری کے گوشت کا یہ بورڈ رہے یا اتر جائے؟

اسلم قادیانی: اتار دینا چاہئے۔

مولانا اللہ وسایا: اب تو بتا؟ اندر قادیانیت ہو، اندر مرزا قادیانی ہو اور بورڈ ہو ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ‘‘ تو یہ بورڈ رہنا چاہئے یا اتار دینا چاہئے؟

اسلم قادیانی: اتار دینا چاہئے۔

مولانا اللہ وسایا: تو پھر میں کیسے رہنے دوں۔ یہ تو دھوکہ ہے امت کے ساتھ۔ یہ تو دھوکہ ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ تیرے سمجھانے کے لئے یہ تھوڑا سا سخت لہجہ اختیار کیا ہے۔ اسے محسوس نہ کرنا۔

آگے چلئے! مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا جس کا نام ہے۔ ’’مرزا بشیر احمد ایم۔اے‘‘ اس نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل ص۱۰۵،۱۵۸) پر لکھا ہے۔ لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ جب تم نے اپنا نبی علیحدہ بنالیا ہے اور اس کی پیروی کر رہے ہو تو کلمہ بھی علیحدہ بنالو؟ اس نے جواب دیا ہمیں علیحدہ کلمہ بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہماری ضرورت اس کلمہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ جب تک ہماری ضرورت پوری ہوتی رہے گی نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسلم قادیانی: یہ کون سی کتاب ہے جس کا نام آپ نے لیا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: کتاب کا نام ہے ’’کلمۃ الفصل‘‘

اسلم قادیانی: یہ کتاب مل جائے گی؟

مولانا اللہ وسایا: کیوں نہیں۔ بالکل مل جاتی ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ وہاں کتابوں کی ضرورت ہوگی اور اگر میں ساتھ بھی لاتا تو تو کہہ دیتا کہ یہ مولوی صاحب خود چھاپ کے لے آیا ہے اور قادیانی اس طرح کہہ بھی دیتے ہیں۔

اسلم قادیانی: ربوہ کی لائبریری سے مل جاتی ہے؟ یہ بھی مسئلہ ہے ہمیں لائبریری میں جانے بھی نہیں دیتے۔

مولانا اللہ وسایا: شریفا! لائبریری ان کی ہے۔ پوچھتا مجھ سے ہے۔ مجھے ان کی لائبریری سے کیا کام۔

اسلم قادیانی: کیا آپ نے وہ کتاب دیکھی اور پڑھی ہے؟ یا آپ ویسے کہہ رہے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: ہاں! ہاں! میں سفید داڑھی رکھ کر جھوٹ تھوڑا بول رہا ہوں۔ میں نے دیکھی کیا؟ اس کو پڑھا بھی ہے۔ مرزا بشیر احمد نے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ (العیاذ باللہ) حضورﷺ کی بعثت دو مرتبہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ (العیاذ باللہ) مرزا غلام احمد کی شکل میں قادیان میں ہوئی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ: ’’مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘ (ان دونوں عبارتوں کے حوالے مع مکمل عبارت آگے آجائیں گے)

بھائی اسلم! بس اس حوالے پر اور اس بات پر کاٹ لگا دے۔ میں تو تیرے سمجھانے کے لئے قرآن پاک کی طرف آیا ہوں اور قرآن پاک کھول کر سمجھاتا آیا ہوں۔ اگر حوالوں پر آتے ہیں تو ’’ان شاء اللہ ‘‘ کمی نہیں چھوڑوں گا۔ اگر قرآن پاک کے حوالے سے بات نہ کرتا تو تو کہتا کہ دیکھو۔ مولوی صاحب نے قرآن پاک کی بات ہی نہیں کی۔ بس اب اس حوالے پر تو کاٹ لگا دے۔

اسلم قادیانی: مجھے یہ حوالہ (یعنی کلمۃ الفصل والا) دکھا سکتے ہو؟

مولانا اللہ وسایا: تو کہہ دے۔ میں حوالہ دکھانے کے لئے تیار ہوں تو جہاں کہے۔ جس جگہ کا کہے میں وہاں آنے کے لئے اور حوالہ دکھانے کے لئے حاضر ہوں۔ اگر حوالہ نہ دکھاؤں تو تیرا ہاتھ میرا گریبان، پکڑ کر مجھے کھینچنا اور ایک ایک چوک میں لے جا کر لوگوں سے کہنا یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں۔ مجھے حوالہ دکھانے کا کہہ کر پھر گئے ہیں اور حوالہ نہیں دکھاتے۔

اسلم قادیانی: بس حوالہ دکھاؤ۔

مولانا اللہ وسایا: کب دکھاؤں؟ میں آؤں یا تو آئے گا۔ یہاں کا کہو۔ جس جگہ کا کہو؟ حکم کرو۔

اسلم قادیانی: کل آجائیں۔

مولانا اللہ وسایا: شریفا! میں آؤں؟ تو نہ آنا۔ بھائی اسلم! کوئی آجائے، پنچایت میں جس بندے کا تو کہے وہ آجائے ورنہ کوئی آئے یا نہ آئے۔ اسلم تو ضرور آئے۔ اسلم! اسلم! (یہاں حضرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور گریہ طاری ہوگیا) تو کہہ کہ مولوی صاحب میرے گھر میں میرے دروازے پر چلو اور میرے گھر کی صفائی کرو۔ جھاڑو دو تو میں اپنی ٹوپی اتار کر صفائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اسلم قادیانی: استغفراللہ! میں اتنی گستاخی نہیں کر سکتا۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! میں بس اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ قادیانیت نرا فراڈ ہے۔ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ اس سے بچ جا۔ ہاں اب حکم کر!

اسلم قادیانی: بس مجھے یقین آگیا ہے حوالہ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

مولانا اللہ وسایا: کاٹ لگادے۔

اسلم قادیانی: لگادی۔

مولانا اللہ وسایا: لگادی؟

اسلم قادیانی: جی! لگادی۔

مولانا اللہ وسایا: بس میں اس حوالے سے چھوٹ گیا؟

اسلم قادیانی: جی! بالکل چھوٹ گئے۔

مولانا اللہ وسایا: بالکل چھوٹ گئے؟ پکی بات ہے۔ چھوٹ گئے؟

اسلم قادیانی: پکی بات ہے چھوٹ گئے۔

مولانا اللہ وسایا: اچھا آگے چلیں اور جو بات پوچھنی ہو پوچھیں؟

اسلم قادیانی: حدیث میں آتا ہے۔ مہدی کی علامت میں سے یہ ہے کہ چاند اور سورج کو اکٹھے گہن لگایا جائے گا۔

مولانا اللہ وسایا: ہاں آگے چلیں۔

اسلم قادیانی: باتیں ساری آپ کو آتی ہیں۔ آپ ساری باتیں جانتے ہیں (ہنستے ہوئے کہا) میں کیا

بتاؤں۔ (حضرت بھی اور حاضرین مجلس بھی ہنسے اور)

مولانا اللہ وسایا نے فرمایا: بھائی اسلم! تو اشارہ کرتا ہے میں تیری بات کے آخر تک اور اس کی تہہ تک پہنچ جاتا ہوں۔ اب سن! جس حدیث کے متعلق تو کہہ رہا ہے۔ یہ سنن دار قطنی میں اس طرح ہے۔ ’’حدثنا ابو سعید الا صطخری حدثنا محمد بن عبداللّٰہ بن نوفل حدثنا عبید بن یعیش حدثنا یونس بن بکیر عن عمر وبن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال: ان لمهدينا اٰيتين لم تكونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان، وتنكسف الشمس فی النصف منه ولم تكونا منذ خلق اللّٰه السمٰوٰت والارض (دارقطنی ج ۲ ص ۶۵)‘‘

محمد بن علی کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں۔ جب سے زمین وآسمان بنے ہیں۔ کسی کے لئے (یہ دونوں نشانیاں) نہیں بنیں۔ (۱) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ (۲) اور اسی رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا اور جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں۔ کسی کے لئے یہ دونوں نشانیاں (ثابت) نہیں ہوئیں۔

بھائی اسلم! یہ حدیث نہیں یہ تو امام محمد بن علیؒ کا اپنا قول ہے۔ اگر کوئی اسے حدیث ثابت کر دے تو جو چور کی سزا وہی میری سزا۔ محمد بن علی اپنا قول پیش کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔ ’’ان لمهدينا اٰيتين ‘‘ کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں۔ وہ اپنے مہدی کی طرف نسبت کر کے کہہ رہے ہیں۔ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو یہ کہتا ہے۔ میں حدیث والا مہدی نہیں ہوں۔ کیونکہ امام مہدی تو دجال کا مقابلہ کریں گے۔ عیسائیوں کے خلاف جہاد کریں گے۔ یہ کام مرزا غلام احمد قادیانی کے بس کے نہیں تھے۔ اس لئے کہا میں حدیث والا مہدی اور خونی مہدی نہیں ہوں۔ بلکہ مرزا قادیانی تو امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق حضورﷺ کی احادیث کو ضعیف، موضوع اور مجروح کہہ رہا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ’’حقیقت المہدی‘‘ میں لکھتا ہے:

’’اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں۔ ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔‘‘

پھر آگے احادیث کو تقسیم کرتے ہوئے لکھتا ہے: ’’اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں۔ دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں۔ (حقیقت المہدی ص ۳،۴، خزائن ج ۱۴ ص ۴۲۹،۴۳۰)

اور دوسری کتاب تحفہ قیصریہ میں لکھتا ہے: ’’میں خونی مہدی نہیں ہوں۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۵)

مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات سے آپ نے سمجھ لیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک تو احادیث مہدی علیہ الرضوان سرے سے معتبر ہی نہیں۔ پھر مرزا قادیانی کیسے مہدی ہے؟ نیز جس روایت سے تو نے استدلال کیا ہے۔ اس کی سند میں دو راوی (۱) عمرو بن شمر۔ (۲) جابر ہیں جن کو محدثین نے منکر الحدیث اور ’’متروک الحدیث‘‘ کہا ہے۔ (دار قطنی ج ۲ ص ۶۵ حاشیہ) لہٰذا یہ روایت تو سرے سے ساقط الاعتبار ہے۔ قابل قبول نہیں۔

اگر اس قول کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس میں ایک جملہ ہے ’’اوّل ليلة من رمضان ‘‘ کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کا چاند گرہن ہوگا۔ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں رمضان المبارک کی تیرھویں

تاریخ کا چاند گرہن ہوا ہے۔ پہلی رات کو نہیں اور یہ ایک مرتبہ نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے دنیا میں آنے سے پہلے ساٹھ مرتبہ گرہن ہو چکا ہے۔ دیکھئے! اس قول میں ہے: ''رمضان المبارک کی پہلی رات کا چاند'' جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ''ان تین میں سے پہلی'' اب آپ اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی کی بات کہاں تک سچی ہے؟

اسلم قادیانی: دیکھو جی! پہلی تاریخ سے لے کر دس تاریخ تک کے چاند کو عربی میں ''ہلال'' تو کہتے ہیں نا۔

مولانا اللہ وسایا: قرآن کہتا ہے: ''والقمر قدرناہ منازل'' (ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں) یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ اس میں پہلی رات کے چاند کو بھی قمر کہا گیا ہے اور دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں وغیرہ کی رات کے چاند کو بھی قمر کہا گیا ہے۔ ہلال نہیں۔

اسلم قادیانی: دیکھیں! مولانا صاحب! آج تک نہ ہماری کسی سے بات ہوئی ہے اور نہ ہی کسی نے ہمیں یہ باتیں بتائی ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں بھی یہی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ کے لئے تو اوروں کو پکڑ کر لے آ۔ میرے ساتھ ان کی بات کرا تجھے بھی سمجھا رہا ہوں۔ انہیں بھی سمجھاؤں گا۔

(اتنے میں مغرب کی اذانیں ہونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا اذان دو۔ نماز پڑھ لیں۔ اسلم قادیانی سے پوچھا۔ کیا اتنی گفتگو کافی ہے۔ یا نماز کے بعد پھر بیٹھنا ہے؟ تو حاضرین مجلس نے عرض کیا۔

حضرت! نماز کے بعد دوسری نشست ہو جائے۔ اس میں مسلمانوں کا بھی فائدہ ہوگا اور اس (اسلم قادیانی) کی بھی تسلی ہو جائے گی۔ چنانچہ اذان ہوئی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوئی۔ اسلم قادیانی نے بھی حضرت کے ساتھ دائیں طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ (جاری ہے)

قرآن پاک سے علاج

نقصان سے حفاظت

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن خبیبؓ سے فرمایا: ''تم روزانہ صبح و شام تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھا کرو۔ یہ سورتیں ہر نقصان دینے والی چیز سے تمہاری حفاظت کا ذریعہ ہوں گی۔'' (ترمذی ص۳۵۷۵)

طب نبوی سے علاج

بیمار کے لئے جو مفید ہیں

ایک مرتبہ ام منذرؓ کے گھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ کھجور کھا رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے علیؓ بس کرو کہ تم ابھی کمزور ہو۔'' ام منذرؓ کا بیان ہے کہ میں نے ان کے لئے چقندر اور جو کا کھانا تیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''اے علیؓ! اس کو کھاؤ۔ اس لئے کہ یہ تمہارے لئے مفید ترین ہے۔'' (ابوداؤد ص۳۸۵۶)

فائدہ: چقندر خون کو صاف کرتا ہے اور جو کمزوری کو دور کرتا ہے۔

محمدی آپریشن!

مدثر یوسف پاشا

اللہ کا لاکھ لاکھ احسان کہ اس نے ہمیں انسان یعنی اشرف المخلوقات بنایا۔ پھر یہ احسان عظیم کہ مسلمان پیدا فرما کر ہماری آخرت تباہ ہونے سے بچالی اور ان سب احسانوں پر سوا امت محمدیہ ﷺ میں پیدا فرمایا۔ ارے وہی امت محمدیہ ﷺ جس کا حساب سب سے پہلے ہوگا اور جن کا امتی ہونے کی تمنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو بھی رہی۔ جی ہاں! یہ سارا اعزاز اس کائنات کے حسن بلکہ وجہ تخلیق کائنات آقائے دو جہاں سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے ہے کہ جن کے لیے اس دنیا کا بازار سجایا گیا۔ بلکہ سو باتوں کی ایک بات کہ آپ ﷺ کی مبارک تخلیق کی وجہ سے اس کائنات کے خالق و مالک رب نے اپنا آپ ظاہر کیا۔

جو اللہ کے وجود کو ماننے والے ہیں وہ آپ ﷺ کو اس دنیا کا آخری نبی مانتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ یہ مسلمان ہیں۔ کچھ لوگ ختم نبوت کے انکاری بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ ظالمانہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ان کا جھوٹا مرزا غلام قادیانی حضور ﷺ کی سچی اور آخری نبوت کا شریک ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں وہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ یعنی مجھے اور آپ کو۔ اس ڈھٹائی پر میں تو انہیں زندیق (یعنی قابل گردن زنی) کا فرقرار دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ وہ آستین کے سانپ ہیں جن کی پہچان کرنا مشکل ہے۔ آیئے قادیانیت کے ناسور کا محمدی ﷺ آپریشن کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مبارک زمانہ تھا۔ (آپ کو زمین، کے تمام خزانوں کی بادشاہی عطا کی گئی تھی) بہار کا موسم ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ پھولوں کی خوشبو نے فضا کو مہکا رکھا ہے۔ اس خوبصورت اور دلفریب موسم درخت کی ایک شاخ پر ہدہد کا ایک جوڑا بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ اتنے میں ایک آدمی آتا دکھائی دیا۔ مادہ ہدہد کے دل نے انجانے خوف سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ وہ بھاگ کر نر ہدہد کے پاس گئی اور بولی ”سرتاج! وہ آدمی شکاری ہے آؤ اڑ چلیں۔“ نر ہدہد نے آدمی کو دیکھ کر اپنی مادہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا ”پگلی! ڈرتی کیوں ہو؟ بھلا کبھی شکاری بھی اس لباس میں ہوئے ہیں۔ یہ تو گیروے رنگ کے پھٹے پرانے کپڑے پہنے، ننگے پاؤں، گرد آلود بالوں والا کوئی سادھو یا درویش نظر آتا ہے۔ نر ہدہد کے دلائل سن کر مادہ ہدہد کے دل سے خدشات کا غبار نکل گیا۔ اور پھر دونوں نے آپس میں رسیلی باتیں شروع کر دیں۔ سادھو (جو دراصل شکاری تھا) موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے جیسے ہی انہیں غافل جانا جھٹ سے تیر چلایا اور پلک جھپکنے میں نر ہدہد زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ شکاری نے ہدہد کو پکڑ کر ذبح کیا اور تھیلے میں ڈال کر جاتا بنا۔

مادہ ہدہد روتی ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچی اور انصاف کی طالب ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر شکاری کو دربار میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے اسے پوچھا کہ تو نے ایک ہدہد کو کیوں قتل کیا؟۔ شکاری نے

کہا ’’نہیں حضرت! میں نے اسے شکار کیا ہے اور آپ کی شریعت میں شکار کرنا جائز ہے۔‘‘ حضرت سلیمان علیہ السلام مادہ ہدہد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ’’شکاری نے شکار کیا ہے اور شکار کرنا جائز ہے لہٰذا یہ مجرم نہیں۔‘‘

مادہ ہدہد نے روتے ہوئے کہا ’’حضرت! میرا مقدمہ یہ ہے کہ اس نے میرے خاوند کو دھوکہ دہی سے قتل کیا ہے۔ اگر یہ شکاری ہے تو سادھوں کا روپ دھار کر کیوں دھوکا دیتا ہے؟۔ میرا خاوند محض اس لیے مارا گیا کہ اس نے اسے سادھو جانا۔ جبکہ یہ شکاری تھا۔‘‘

میں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہماری صفوں میں کون ’’مسلمان‘‘ بنا بیٹھا ہے؟۔ وہی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔ صحابہؓ اور امہات المومنینؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔ سچے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور خود کو مسلمان کہلوانے پر اصرار کرتے نظر آتے ہیں۔ بے شرمی، بے غیرتی اور ڈھٹائی کی حد ہوگئی۔

فرض کیجیے کہ آپ گھر پر ہیں۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ آپ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ جا کر دیکھو کون آیا ہے؟۔ بیٹا آ کر کہتا ہے ’’ابو جی! مہندر سنگھ آیا ہے۔ پرمیشر سنگھ آیا ہے۔‘‘ بیٹے کے نام لینے سے آپ سمجھ گئے کہ میرا ملاقاتی ایک سکھ ہے۔ اگر آپ کا بیٹا کہتا کہ انتھونی، پیٹرک، جوزف آیا ہے تو آپ کو یقین ہو جاتا کہ میرا ملاقاتی کوئی عیسائی ہوگا۔ لیکن تیسری صورت میں آپ کے بیٹے نے کہا کہ محمد حسین آیا ہے، پرویز احمد آیا ہے۔ آپ کے دل نے بیٹھے بٹھائے گواہی دے دی کہ میرا ملاقاتی، میرا مسلمان بھائی ہے۔ آپ جذبہ ایمانی سے مغلوب ہو کر خود دروازے پر پہنچ جاتے ہیں اور یہ دیکھ کر آپ کی سانسیں رک جاتی ہیں کہ میرا ملاقاتی ایک قادیانی کافر ہے۔

آپ نے جس چیز سے دھوکا کھایا۔ وہ اس کا مسلمانوں والا نام ہے۔ یہی دھوکہ اور فریب ہے کہ کام شکاریوں والے (مسلمانوں کو گمراہ اور مرتد کرنا) اور شکل سادھوں جیسی!

آپ کسی سکھ سے پوچھیں تیرے مذہب کا کیا نام ہے؟ وہ فوراً کہے گا ’’سکھ مت‘‘

آپ نے کسی ہندو سے اس کے مذہب کے بارے میں استفسار کیا اس نے بلا جھجک کہہ دیا ’’ہندو مت‘‘

آپ نے عیسائی سے اس کا مذہب جاننا چاہا اس نے بغیر حیل و حجت کے ’’عیسائیت‘‘ کو اپنا مذہب قرار دیا

لیکن ظلم عظیم یہ ہے کہ آپ نے قادیانی سے اس کا مذہب پوچھا معصومیت اور ڈھٹائی سے بولے گا ’’اسلام‘‘

دنیا میں کسی اور مذہب کا پیروا اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتا۔ لیکن یہ آستین کا سانپ قادیانی اپنا مذہب اسلام ڈنکے کی چوٹ پر بتاتا ہے۔

آپ کسی عیسائی سے سوال کریں کہ تیری مقدس کتاب کا کیا نام ہے؟۔ وہ کہے گا ’’انجیل‘‘

آپ کسی ہندو سے پوچھیں تیری کتاب کون سی ہے۔ اس کا جواب ہوگا کہ ’’وید‘‘

آپ نے سکھ سے اس کی مذہبی کتاب جاننا چاہی۔ اس نے بتایا ’’گرنتھ‘‘

ظلم کی انتہا دیکھئے! آپ کسی بھی قادیانی سے پوچھیں تیری کتاب کونسی؟۔ فوراً کہے گا۔ ’’قرآن مجید‘‘

ارے قادیانی! اگر تو نے مرزا غلام احمد قادیانی کو میرے مدنی آقا ﷺ کی نبوت کا پارٹنر مان لیا ہے تو تجھے اللہ کی طرف سے چیلنج ہے کہ قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا لا۔ کیا یہ ممکن ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ اب اگر قادیانیوں نے

ہماری کتاب پر قبضہ کرلیا تو ہماری کتاب کون سی ہوئی؟۔

آپ کسی عیسائی سے پوچھیں تیری عبادت گاہ کون سی ہے؟۔ وہ بولے گا ’’گرجا‘‘

آپ کسی ہندوٗ سے پوچھیں تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟۔ وہ کہے گا ’’مندر‘‘

آپ کسی سکھ سے پوچھیں تیری عبادت گاہ کا کیا نام ہے؟۔ وہ جھٹ سے کہے گا ’’گردوارہ‘‘

آپ قادیانی سے پوچھیں تیری عبادت گاہ کون سی ہے؟۔ وہ دجال فوراً پورا منہ کھول کر کہے گا ’’مسجد‘‘

اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے دشمن! کانے دجال کے ماننے والے اگر مسجد تیری عبادت گاہ ٹھہری تو مسلمانوں کی عبادت گاہ کون سی ہوئی؟۔

یہ ایسے ہی ہے کہ ہم نے ایک آدمی کو صلیب لٹکائے دیکھا اور اسے عیسائی جانا۔ دوسرے کے گلے میں شو کی مورتی یا رام کا نام لٹکتا دیکھا اور سمجھ گئے کہ یہ ہندوٗ ہے۔ تیسرے کے سر پر مخصوص پگڑی نے ہمیں بتلا دیا کہ وہ سکھ ہے۔ لیکن آپ کسی ایسے شخص کو جس نے گلے میں کلمہ طیبہ والا لاکٹ ڈال رکھا ہو، ہاتھ میں تسبیح پکڑ رکھی ہو، سر پر ٹوپی ہو تو آپ اسے مسلمان جانیں گے۔ لیکن وہ یہ بتا کر آپ کو حیران کردے گا کہ وہ تو قادیانی ہے۔

اللہ رے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

یہ تو وہی معاملہ ہوا ناں کہ ایک بہت بڑے وکیل صاحب کے ہاں ڈکیتی ہوگئی۔ لوگوں نے حسب روایت آکر افسوس کا اظہار کیا اور کہنے لگے ’’جناب! آپ جیسا زیرک اور چالاک آدمی بھلا ڈاکوؤں سے دھوکا کیسے کھا گیا اور خود ڈاکوؤں کے لیے گیٹ بھی کھول دیا۔ وکیل صاحب نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگے۔ میں کیا کرتا؟ ڈاکو تو پولیس کی وردی میں آئے تھے‘‘۔

آج مسلمانوں کے ایمان کے ڈاکو مسلمانوں جیسے نام اور شکلوں میں ان کے ایمان کے درپے ہیں۔ لیکن اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو کہ اس نے قادیانیت کا ’’محمدی آپریشن‘‘ ختم نبوت خط وکتابت کورس (مفت) کر ڈالا ہے۔ خود بھی یہ کورس کریں اور دوستوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ تاکہ فتنہ قادیانیت کا توڑ ہو سکے۔

پتہ یہ ہے: ختم نبوت خط وکتابت کورس پوسٹ بکس نمبر 1347 اسلام آباد۔

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب ☆ نظام ہضم درست کرنے کے لئے ☆ غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے

ساھیوال پھکی

طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے

بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے

حیاتِ نو کیپسول

ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کے لئے

السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی دیپالپور بازار ساہیوال 0321-6950003

عمار خان ناصر ...... کس راستے پر چل نکلے..؟

مولانا عبدالقیوم حقانی

قادیانیوں کی غیر مسلم اقلیت اور تحفظ ناموس رسالتؐ کے سلسلے میں
آئینی تحفظات اور قانونی کاوشوں کو ڈائنامیٹ کردینے کی جدید
سائنٹفک مذموم مساعی............!

عمار خان ناصر اپنے علمی اور قلمی قد وقامت، خاندانی نسبت وشرافت اور ایک مؤقر جریدے کی ادارت کے حوالے سے بظاہر ذمہ دار عالم وفاضل کا عنوان اور علمائے دیوبند کی نسبت کے حوالے سے ایک جواں سال فکری کاوش کا نام اور پہچان ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی استقامت سے امت کو استحکام اور پھسلنے سے ایک پوری جماعت کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

انہی اندیشہ ہائے دور دراز کے پیش نظر ماہنامہ القاسم کے ایک بیدار مغز، حساس اور مخلص قاری نے ماہنامہ ''اجتہاد'' (اسلام آباد شمارہ ۵، مئی ۲۰۰۹ء) میں شائع ہونے والے ایک مقالے بہ عنوان ''نفاذ شریعت، تزکیہ نفس یا نفاذ قانون'' کی فوٹو کاپی بھیجی ہے۔ مضمون نگار جناب عمار خان ناصر مدیر ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ ہیں۔

اب کے بار جو مقالہ پڑھا تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اور یقین نہیں آرہا کہ کیا واقعتاً بھی عمار خان ناصر جیسے ذی علم، ذی استعداد اور صاحب فضل وکمال بھی ایسی بات لکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ بات کسی پرویزی، کسی غامدی، کسی قادیانی، کسی بے دین کالم نویس نے لکھی ہوتی تو کبھی کڑھن نہ ہوتی اور نہ اس سلسلہ میں کچھ لکھنے کی ہمت ہوتی کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ میرے خیال میں آں عزیز کی اس نوعیت کی تحریری کاوشوں سے ملحدوں، دہریوں اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کے خلاف کام کرنے والے دین دشمنوں بالخصوص قادیانیوں کی مذموم تحریکات کو تقویت ملتی۔ بلکہ ان کی ترجمانی ہوتی ہے۔ عمار خان ناصر تحریر فرماتے ہیں:

''اگر کسی معاشرے میں کشف والہام انفرادی دائرے سے اٹھ کر ایک باقاعدہ ادارتی صورت اختیار کر چکے ہوں۔ ان کی بنیاد پر شخصیات اور جماعتوں کے عنداللہ مقبول ہونے یا نہ ہونے کے فیصلے کئے جاتے ہوں۔ لوگوں کو ان کی طرف دعوت دی جاتی اور ان کے ساتھ وابستہ ہونے والوں کو نجات کی بشارت دی جاتی ہو۔ القا والہام کی بنیاد پر مراقبہ وسلوک کے نظام مرتب کئے جاتے۔ بلکہ سیاسی ومذہبی اختلافات میں بھی حق وباطل کی تفریق کرنا ایک عام چلن ہو۔ جہاں خواب اور بشارات کسی کے مامور من اللہ ہونے کا ایک مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہوں۔ ایسی فضا میں اگر کوئی شخص ''شبانی سے کلیمی دو قدم ہے'' کا نعرۂ مستانہ بلند کردے اور لوگ اس کے فریب میں مبتلا ہوکر اسے اک ''امتی نبی'' مان لیں تو انہیں کس حد تک اس کا قصوروار ٹھہرایا جاسکتا ہے اور راہ راست پر لانے کی ہمدردانہ کوشش کرنے کی بجائے ان کا معاشرتی مقاطعہ کرنے اور قانونی اقدامات کے ذریعے سے انہیں مسلمانوں

سے بالکل الگ تھلگ کردینے کو کس حد تک اخلاق، حکمت اور دعوت دین کے تقاضوں کے مطابق قرار دیا جاسکتا ہے؟۔ایک ایسی سوسائٹی جس میں فحاشی اور جنسی بے راہ روی کے محرکات وترغیبات بکثرت میسر ہوں۔ جبکہ مناسب عمر میں آسان شادی کے مواقع معدوم ہوں۔ جہاں عالمی سرمایہ دارانہ معیشت کے تحت درآنے والے تہذیبی واخلاقی اثرات اور ایک ناہموار سماجی ڈھانچے سے پیدا ہونے والی ترجیحات بنیادی کردار ادا کرتی ہوں۔ جہاں پیشہ ورانہ بدکاری معاشرے میں خواتین کی محکومانہ حیثیت اور ان کے استیصال پر مبنی ایک مضبوط نظام کی پیداوار ہو۔ اس صورت حال میں زنا کی سزا کو محض قانون کی کتاب میں درج کردینے سے معاشرے کی اخلاقی تطہیر وتربیت کے وہ تقاضے کیونکر پورے ہوں گے جو شریعت کا اصل مطلوب ہے اور کیا دین کے تجویز کردہ اخلاقی وسماجی ڈھانچے کے بغیر یہ سزائیں ایک بے جوڑ سی چیز دکھائی نہیں دیں گی؟۔'' (ماہنامہ اجتہاد، اسلام آباد، ص۱۶)

پہلے تو یہ بتایا جائے کہ وہ کون سے لوگ ہیں اور کہاں ہیں جنہوں نے کشف والہام اور القاء کو واقعتہً بھی ایک مرتب نظام کے تحت باقاعدہ ادارتی صورت دے رکھی ہے اور خواب وبشارت کو کسی کے مامور من اللہ ہونے کے لئے ایک مستند ذریعہ سمجھتے ہیں؟ اور ملک میں غالب اکثریت بھی ان ہی کی ہے۔

شبانی سے کلیمی دو قدم ہے کے شاعرانہ نعرۂ مستانہ سے متاثر ہو ایک شخص ''امتی نبی'' ہونے کا دعویٰ کرے اور لوگ اسے ''امتی نبی'' مان بھی لیں تو نبوت کے دعویدار اور اس کے پیروکار کو قصور ٹھہرانا، ان کا معاشرتی مقاطعہ کرنا اور قانونی اقدامات کے ذریعہ انہیں مسلمانوں سے الگ تھلگ گروہ اور غیر مسلم اقلیت قرار دینا عمار خان ناصر کے ہاں اخلاق، حکمت اور دعوت دین کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔

جس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اکابر ومشائخ اور قومی وملی زعماء نفاذ شریعت سے متعلق تمام تر پارلیمانی جدوجہد بھی بے سود اور بے ہدف تھی۔ شریعت بل کا معرکہ، حدود وقصاص کا نفاذ، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور عظیم تر تحریک ختم نبوت کا بارپا کرنا گویا سعی لاحاصل تھا۔ محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ، قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ، حضرت خواجہ خان محمدؒ اور دیگر تمام علمائے کرام کی تمام تر مساعی گویا بے سود اور بے جوڑ سی چیز کے لئے رائیگان جدوجہد تھی۔ العیاذ باللہ!

افغانستان میں تو طالبان نے تزکیۂ نفس اور لوگوں کی تربیت کا منفرد خصوصی اہتمام کئے بغیر جو اسلام کا مکمل نظام قانون نافذ کردیا تھا جس نے پندرھویں صدی میں بھی خلافت راشدہ کی یادیں تازہ کردی تھیں۔ عمار خان ناصر کے ہاں سب کچھ اکارت گیا۔

عمار خان ناصر اپنی یہی بات الفاظ کے ہیر پھیر سے ماہنامہ ''اجتہاد'' کے صفحہ ۸ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

''اس کے علاوہ عملاً جن قوانین مثلاً قادیانیوں کے خلاف امتناعی قوانین یا توہین رسالت کی سزا وغیرہ پر عمل درآمد پر اصرار کیا گیا۔ ان کے پس منظر میں زیادہ تر عوامی سطح پر پائے جانے والے جذبات کارفرما تھے۔ جبکہ حقیقی معاشرتی اصلاح کا پہلو ان میں نمایاں نہیں تھا۔ گویا یہ ساری جدوجہد اصلاً چند خطرات اور تحفظات کے تناظر

میں تھی اور اس کے محرکات میں اسلام کے ریاستی و معاشرتی کردار کے تحفظ کے مخلصانہ جذبے کے ساتھ مذہبی طبقات کی سیاسی اور معاشرتی بقاء **Political & Social Survival** کا سوال بھی یقیناً کارفرما تھا۔ اس محدود اور ایک رخے انداز فکر سے نفاذ اسلام کا تصور نہ صرف عوام بلکہ خود مذہبی طبقات میں پروان چڑھا۔ وہ مثبت معنوں میں ایک پاکیزہ اور خدا کے مقرر کردہ حدود کے پابند معاشرے کا تصور نہیں۔ بلکہ محض یہ تھا کہ بعض خلاف اسلام عناصر کے خلاف امتناعی اور تعزیری اقدامات کتاب قانون میں شامل کر لئے جائیں۔'' (ماہنامہ اجتہاد، ص۸)

عمار خان ناصر کا یہ کہنا کہ قادیانیوں کے خلاف امتناعی قوانین یا توہین رسالت کی سزا...... ان کے پس منظر میں زیادہ تر عوامی سطح پر پائے جانے والے چند'' خطرات، تحفظات، جذبات کارفرما تھے۔''

جناب عمار خان ناصر کی گفتگو میں تضاد ہے۔ معاشرتی برائیاں، عریانی، بے حیائی بقول ان کے بعض صوفیاء کا مذموم کردار، دہشت گردی، قتل و غارت اور بدامنی لاریب، معاشرتی برائیاں ہیں۔ مگر مضمون نگار نے قادیانیت اور توہین رسالت جیسے عقائد کے مسائل کو بھی اس میں شمار کر دیا ہے۔ جبکہ قادیانیت اور توہین رسالت کا تعلق عقائد سے ہے۔ معاشرتی برائیوں سے اسے کیا واسطہ ہے؟۔

جناب عمار ناصر! یہ عوامی سطح کے جذبات نہ تھے۔ یہ تو پوری امت کا مسئلہ تھا۔ دین و عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ تھا۔ عوام اور عوامی سطح کے جذبات نہیں ایمانیات اور خواص یعنی علماء، زعماء دین و سیاسی رہنما سب کا یہی ایمان تھا اور سب کے ایمانی جذبات تھے جس نے پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا اور توہین رسالت کی سزا کو قانونی تحفظ دے دیا۔ پھر توہین رسالت کی سزا بھی عوامی سطح کے چند خطرات، تحفظات، جذبات نہیں ہیں۔ بلکہ دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم سب اس کے قائل ہیں۔ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کو آپ جن خطرات اور تحفظات کے پس منظر میں غیر ضروری قرار دے رہے ہیں۔ کیا آپ بتاسکیں گے کہ وہ خطرات اور تحفظات کیا تھے؟۔ دنیا بھر کے ملکوں کا یہ قانون ہے اور دنیا بھر میں توہین رسالت کی سزا کا قانون مروج ہے۔ پاکستان میں ۱۹۷۳ء کے آئین کی شق نمبر ۱۹ کو پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ دیگر ممالک میں بھی یہ قانون موجود ہے۔ مصر، عرب، ترکی، سری لنکا، برما، برطانیہ، امریکہ، ڈنمارک، فرانس، اٹلی، مراکش، سویڈن اور نیپال میں توہین رسالت کی سزا کا قانون نافذ العمل ہے۔ (ملاحظہ ہو تفصیل ماہنامہ القاسم، مئی ۲۰۱۱ء)

خود کو'' امتی نبی'' کہلوانے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی تکفیر اور اسے مسلمانوں سے الگ گروہ قرار دیئے جانے کی آئینی جدوجہد کے پس منظر میں تحریک ختم نبوت کے تاریخ ساز کردار کو بے وزن اور بے معنی قرار دیئے جانے کی مذموم حرکات، الفاظ کی بازی گری کا مذموم کھیل نظری مباحث ادب و تحقیق اور تجزیہ و تبصرہ کے ذوق کی تکمیل میں ناموس رسالت ﷺ کی توہین شرعی قوانین کا استہزاء و مذاق ایک بدترین اور مذموم کھیل ہے۔ یہ بات بہر حال میری سمجھ میں آنے کی نہیں کہ یہ کھیل دانستہ کھیلا جا رہا ہو اور اگر ایسی ناز یبا فکری اور قلمی حرکتیں نادانستہ بھی سرزد ہو رہی ہوں۔ تب بھی میں یہی عرض کروں گا کہ:

یہ کھیل کہاں سے کھیلا جا رہا ہے۔ کون کھیل رہا ہے؟ کس سے اور کن سے کھیلا جا رہا ہے؟ کس نسبت کو

استعمال کیا جارہا ہے؟ اور اس کی زد کہاں پڑتی ہے؟ کس کی بے وقعتی ہے، کن مسائل، احکام اور نظام کو اٹھا کر باہر پھینکنے کا ارشارہ دیا جارہا ہے۔ کس کی روح کو بے چین کیا جارہا ہے؟۔ کہیں گنبد خضریٰ کے مکین کی روح کو تو بے قرار نہیں کیا جارہا؟۔

آزادیٔ تقریر وتحریر اور نظری مباحث چھیڑنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں قرار دیا جاسکتا کہ جب کوئی من چلا چاہے توہین رسالت کے قانون سے کھیلنے لگے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی آئینی جدوجہد اور شرعی احکام کے قانونی تحفظ کو بے جوڑ اور غیر موثر قرار دینے کی مذموم مساعی میں لگ جائے۔ حدود وقصاص اور اسلامی سزاؤں کے قانونی تحفظ کی بے وقعتی کرے۔ علماء واکابر کی عظیم الشان قربانیوں اور متحدہ تاریخی کاوشوں کو قلمی یلغار کے ذریعہ بلڈوز اور ڈائنامیٹ کرنے کی جسارت کرے اور نفاذ قانون سے پہلے تزکیۂ نفس کی فکری ونظری بحث چھیڑکر اکابر کی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، تحفظ ناموس رسالتؐ کے لئے قانونی تحفظات حاصل کرنے اور شرعی احکام کے نفاذ کے لئے آئینی جدوجہد کی تمام تر پارلیمانی آئینی اور قانونی مساعی کو بے سود قرار دے۔ جس کو عمار خان ناصر مذہبی طبقات کی سیاسی اور معاشرتی Political & Social Survival کی کارفرمائی اور اسے محدود اور ایک رخے انداز فکر (Approach) کا نام دے رہے ہیں۔ امت اسے عین ایمان، عین دین اور پوری امت کا متفقہ مسئلہ قرار دیتی ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ القاسم نوشہرہ، جون ۲۰۱۱ء)

گوجرانوالہ میں ردقادیانیت وعیسائیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیراہتمام چھ روزہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ مورخہ ۱۴؍مئی ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ میں کورس کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور افتتاحی تقریب میں شہر کے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ تقریب سے مولانا سیف الرحمٰن قاسم خلیفہ مجاز مولانا پیر محمد ذوالفقار احمد نقشبندی نے کورس کے اغراض ومقاصد کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء سے مستفید فرمایا۔ کورس روزانہ بعد نماز مغرب تا عشاء مقرر کیا گیا۔ تقریباً دوسو کے قریب طلباء اور ایک سو کے قریب طالبات نے باقاعدہ شرکت کی۔ طالبات کے لئے پردے کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا شوکت نصیر اور جماعتی یونٹ کے احباب مولانا قاری محمد عارف، مفتی محمد زاہد، قاری محمد عمران طارق، حافظ محمد خالد صفدر ودیگر نے ایک مہینہ پہلے کورس کی بھرپور تشہیر کی۔ روزانہ تین گھنٹے کورس کا دورانیہ مقرر کیا گیا۔ چھ روزہ کورس کی اختتامی تقریب مورخہ ۱۹؍مئی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بعد نماز منعقد ہوئی۔ جس میں شہر کے علماء کرام کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد مشرقی، مولانا شوکت نصیر خطیب عثمانیہ مسجد گرجاکھ، مفتی محمد زاہد، مولانا محمد عارف شامی، محترم بابر رضوان باجوہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مفصل خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے رہنماؤں مولانا محمد اشرف مجددی، حافظ محمد یوسف عثمانی، قاری عبدالغفور آرائیں، مولانا قاری منیر احمد قادری، سید احمد حسین زید، پروفیسر حافظ محمد انور، حافظ الیاس قادری نے شرکت کی۔ آخر میں تمام شرکاء کورس میں جماعت کی طرف سے سند اعزاز اور انعامات پیش کئے گئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجویؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سینئر نائب امیر، ملک کے نامور عالم دین، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، مولانا محمد مراد ہالیجویؒ مہتمم جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر ۱۶ رمئی ۲۰۱۱ء بروز پیر کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد مراد انڈھڑ قوم کے عیسانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو راجپوت قوم کا حصہ ہیں۔ راجپوت بیکانیر کے حاکموں میں سے تھے۔ مولانا کے خاندان کے مورث اعلیٰ جے رام اپنے چچازاد حکمرانوں سے اختلافات کے باعث نقل مکانی کر کے رحیم یار خان سنجر پور میں آ کر آباد ہوئے۔ اس زمانہ میں حضرت بہاء الحق زکریا ملتانیؒ کے بھانجے اور خلیفہ مجاز نواب موسیٰؒ اس علاقہ سنجر پور کے حکمران تھے۔ مولانا محمد مراد کے مورث اعلیٰ جے رام بیکانیر کے حکمران خاندان کے فرد تھے۔ اس لئے نواب موسیٰؒ نے آپ کو صادق آباد پسکر دائی میں جاگیر عطاء کی۔ جہاں پر وہ جھگیاں ڈال کر آباد ہوئے۔ ان جھگیوں کو مقامی زبان میں بھونگی کہا جاتا ہے۔ جسے بعد میں بھونگ سے نام شہرہ حاصل ہوا۔

مولانا محمد مراد کے مورث اعلیٰ جے رام سنجر پور کے حکمران نواب موسیٰؒ کے اخلاق عالیہ سے اتنے متاثر وممنون احسان ہوئے کہ اپنا بیٹا اندر سنگھ کو ان کی تحویل میں دے دیا۔ جو نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ نواب موسیٰؒ کے خلیفہ مجاز اور سہروردی سلسلہ کے شیخ وقت ہوئے۔ اسی اندر سنگھ کی اولاد راجپوتانہ بیکانیر کے حکمرانوں سے علیحدہ منتخص ہوکر انڈھڑ کہلائی۔ انڈھڑ قوم دینی اعلیٰ روایات پر عمل پیرا تھی۔ اس میں بڑے علماء ہوئے۔ انڈھڑ قوم کی روایات میں تقسیم ترکہ یوں ہوتی تھی کہ بڑے بیٹے کو ولی عہد یعنی قوم کا سردار اور غیر منقولہ جائیداد ملتی اور چھوٹے بیٹوں کو غیر منقولہ جائیداد گائے، بھینس، جانور وغیرہ ملتے تھے۔ چنانچہ یہ نسل سکھر، شکارپور، جیکب آباد و سندھ کے دیگر اضلاع میں آباد ہے۔ مولانا کے جداعلیٰ بھی ہالیجی شریف میں آ کر آباد ہوئے۔ بڑے بیٹے کو جو غیر منقولہ جائیداد ملی وہ جیلانی اسٹیٹ کے نام سے آباد ہے۔

انڈھڑ قوم تقریباً ۲۸ قبیلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ انہیں میں سے ایک عیسانی قبیلہ ہے۔ جس کے فرد فرید مولانا محمد مرادؒ بھی تھے۔ مولانا کا یہ قبیلہ اپنے علم وفضل کے باعث پوری قوم انڈھڑ کا استاذ قبیلہ شمار ہوتا ہے۔ مولانا محمد مرادؒ کے والد گرامی کا نام ابوالخیر عبدالسمیع تھا۔ دارالہدیٰ ٹھیڑی میں کسی زمانہ میں حضرت ہالیجویؒ پڑھاتے رہے۔ ان کے بعد مولانا حبیب اللہؒ، مولانا عزیز اللہؒ یہاں پر ان کے علمی جانشین ہوئے۔ مولانا محمد مراد کے والد گرامی نے ان تینوں حضرات سے تحصیل علم، موقوف علیہ تک کیا۔ بعد میں اپنے خاندان کی معاشی کفالت کے باعث فارغ التحصیل کی سند حاصل نہ کر پائے۔

مولانا ابوالخیر عبدالسمیع کے ہاں مولانا محمد مراد کی ۱۹۴۳ء میں پیدائش ہوئی۔ عیسانی قبیلہ میں حضرت مولانا

حماداللہ ہالیجویؒ شیخ وقت بزرگ گذرے ہیں۔ جن کے نام پر آج خانقاہ ہالیجی آباد ہے۔ مولانا محمد مراد نے میٹرک تک سکول کی ریگولر تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان دے کر گھر ہالیجی شریف تشریف لائے۔ تو حضرت لالیجویؒ کی عارفانہ وناصحانہ گفتگو سے متاثر ہوکر بجائے کالج کے داخلہ کے، دینی مدرسہ مدینۃ العلوم پنوں عاقل میں داخل ہوگئے۔

ہدایۃ النحو، ارشاد الصرف، قرآن مجید کے پانچ پاروں کا ترجمہ یہاں پڑھا۔ پھر حضرت سائیں حماداللہ ہالیجویؒ نے اپنے مرید مولانا عبدالغنی جاجمرویؒ کے ہاں بدلی میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔ شوال میں حضرت اعلیٰ ہالیجویؒ کے حکم پر حضرت مولانا مظہرالدین انڈھڑؒ کے پاس قاسم العلوم گھوٹکی میں داخلہ لیا۔ مولانا مظہرالدین انڈھڑؒ، مولانا غلام مصطفےٰ قاسمیؒ کے ہمدرس تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے نامور شاگرد حضرت مولانا عبدالکریمؒ سائیں پیر شریف تھے۔

اور مولانا مظہرالدین انڈھڑؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد مرادؒ تھے۔ حضرت مولانا محمد مرادؒ کے ہمدرس ساتھیوں کی کلاس اپنے زمانہ کے سب نامور علماء ثابت ہوئے۔ مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی سے مولانا مظہرالدین صاحبؒ ہالیجی شریف آگئے۔ مولانا محمد مراد نے یہاں پر آپ سے ہدایہ اخرین، ومتنبی تک کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا محمد مراد جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں داخل ہوگئے۔ اس زمانہ میں یہاں حضرت مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن والے پڑھاتے تھے۔ آپ حضرت مولانا سید محمد انورشاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ علوم عقلیہ کے ماہر ترین استاذ تھے۔ قدرت نے ان کو پڑھانے کے لئے پیدا کیا تھا۔ فجر کی نماز سے عصر تک سوائے نماز ظہر اور کھانا کے وقفہ کے پورا دن اسباق پڑھاتے تھے۔ ان کو کتابیں ازبر تھیں۔ سبق کی تقریر اوّلاً زبانی کر کے طلباء کے ذہنوں میں خلاصہ اتار دیتے تھے۔ اس کے بعد کتاب کھول کر ترجمہ کردیتے تھے۔ افہام وتفہیم کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ (فقیر راقم نے ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء میں آپ سے ابوداؤد شریف پڑھی ہے) مولانا واحد بخشؒ سے مولانا محمد مرادؒ نے فلسفہ، منطق اور علم الکلام کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء میں مولانا محمد مرادؒ نے ہالیجی شریف میں مولانا مظہرالدین انڈھڑؒ کے ہاں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ پھر ایک سال اپنے استاذ گرامی قدر کے زیر سایہ ہالیجی شریف اپنی مادر علمی میں پڑھایا۔

۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفہ احمد دین صاحبؒ کے مشورہ سے منزل گاہ جامعہ حمادیہ میں تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ یہاں سے جنازہ اٹھا۔ جب آپ منزل گاہ تشریف لائے تو مدرسہ کے تین کچے کمرے تھے۔ جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے۔ یہاں پر مولانا محمد مراد کے مجاہدہ کا آغاز ہوا۔ معاملہ فاقوں تک پہنچا۔ مگر آپ نے الاستقامۃ فوق الکرامۃ پر عمل جاری رکھا۔ آپ کے انہیں مجاہدات وریاضات کا صدقہ ہے کہ آج جامعہ حمادیہ بلڈنگ کے اعتبار سے دیوقامت کا حامل ہے اور تعلیم کے اعتبار سے اندرون سندھ کے کسی جامعہ سے کم نہیں ہے۔ چارصد کے قریب آپ سے علماء نے دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم حاصل کی۔ نامکمل تعلیم کے شاگردوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت کا مقام نصیب فرمایا تھا۔ طلباء آپ کے علم کے سامنے بچھے جاتے تھے۔ آپ کی نیکی، شاگردوں کے دلوں کو موہ لیتی تھی۔ مولانا محمد مراد عالم ربانی تھے۔ علم حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی آپ کو خاص دسترس حاصل تھی۔ آپ کی فقہی جزئیات پر گہری نظر

کے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ بھی نا صرف قائل تھے۔ بلکہ آپ کی رائے پر مکمل اعتماد فرماتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام میں آپ شامل ہوئے۔ مقامی ذمہ داری سے لے کر مرکزی سینئر نائب امیر کے عہدوں نے آپ سے انتساب کا شرف حاصل کیا۔ مولانا محمد مراد جمعیت علماء اسلام کی فقہی مجلس کے رئیس بھی رہے۔

صوبہ سندھ میں آپ کا وجود جمعیت علماء اسلام کی شناخت تھا۔ آپ خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو سراپا خیر بنایا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ اندرون سندھ ہی نہیں بلکہ عالمی مجلس کی مرکزی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہر سال بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے۔ آپ کا زیادہ تر خطاب ''قادیانی ارتداد اور اس کی شرعی سزا'' کے عنوان پر ہوتا تھا۔ آپ کی عالمانہ گفتگو بہت ہی وقیع ہوتی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں آپ کی مسجد منزل گاہ سکھر میں یکے بعد دیگرے تین بم دھماکے ہوئے۔ آپ کی جان تو بچ گئی۔ زخم بھی مندمل ہوگئے۔ لیکن اس حادثہ میں آپ کی سماعت ختم ہوگئی۔ آپ کے شاگرد حضرت مولانا شفیع محمد صاحب اس زمانہ میں آپ کے حاضر باش ساتھی تھے۔ آپ تحریری طور پر سائل کی گفتگو مولانا کو لکھ کر دیتے۔ مولانا کے جواب باجواب سے عام وخاص فائدہ حاصل کرتے۔ آپ علم وعمل، تقویٰ وللّٰہیت کے مقام رفیع پر فائز تھے۔ آپ کے وجود سے علم کی بہاریں قائم تھیں۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام کے سٹیج سے ہر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کر کے تحریک ختم نبوت کے جرنیل قرار پائے۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سندھ کے عہدیدار بھی رہے۔ آپ نے قومی اتحاد اور ایم۔آر۔ڈی کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ آپ کے فتاویٰ جات سندھی زبان میں کتابی شکل میں ''فتاویٰ محمد مراد ہالیجویؒ'' کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ آپ کے ''مقالات محمد مراد ہالیجویؒ'' کے نام سے اردو میں شائع شدہ ہیں۔ جو آپ کے علم وفضل پر کامل دسترس کے شاہد عدل ہیں۔ آپ اپنے علاقہ میں اکابر علماء کی روایات کے امین تھے۔ دراز قد، مضبوط قویٰ، اور اعلیٰ نقوش کے حامل خوبصورت عالم دین تھے۔ رنگ پکا، علم اس سے زیادہ گہرا اور پکا، چلنے میں علماء کی شان، چہرہ پر علم کی نورانیت کی صدابہار کیفیت کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کا وجود اس دور میں اللہ رب العزت کی رحمتوں کا مورد تھا۔ اللہ تعالیٰ آخرت کے پیش آمدہ سفر میں بھی اپنی خصوصی رحمتوں کا آپ کو حامل بنائیں۔ اگلے دن مورخہ ۷؍مئی ۲۰۱۱ء کو جامعہ حمادیہ منزل گاہ میں جنازہ ہوا۔ ہالیجی شریف کے عام قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ اب مدتوں آپ کے تذکرے رہیں گے۔ دنیا انہیں ڈھونڈے گی۔ مگر پا نہ سکے گی۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد کا دوڑ شہر کے مختلف مدارس کا دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے مورخہ ۷؍اپریل بروز جمعرات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین کے ہمراہ صبح سے لے کر ظہر تک دوڑ شہر کے مختلف مدارس کا دورہ کیا۔ سب سے پہلے جامعہ انوار العلوم میں تشریف لے گئے اور قاری محمد جمیل کے صاحبزادے مولانا اسجد اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات کی۔ پھر جامعہ ممتاز المدارس میں تشریف لے گئے اور قاری بشیر احمد پھل اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد جامعہ عزیزیہ حسینیہ میں تشریف لے گئے اور مولانا راشد اقبال اور دوسرے ساتھیوں سے ملاقات کی۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

موجودہ قانون توہین رسالت کے مطابق مجرموں کو سزا دی جائے

۱۶؍مئی بروز پیر بعد نماز عشاء بمقام واٹر پلانٹ چوک مظفرگڑھ بسلسلہ تحفظ ختم نبوت وحمد ونعت کانفرنس منعقد ہوئی جوکہ زیراہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ونوجوانان احناف مظفرگڑھ تھی۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مظفرگڑھ کے مبلغ قاضی عبدالخالق نے سرانجام دی ہے۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد زبیر وقاری محمد ریاض نے کی اور قاری محمد آصف رشیدی آف گوجرانوالہ، جناب شہید الاسلام آف کراچی، نونہال بچی آمنہ اظہر، سید عزیز الرحمٰن شاہ نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا اور حضرت مولانا نصرت الاسلام شیرازی، ایم این اے جمشید خان دستی، مولانا محمد اسامہ رضوان، قاضی عبدالخالق اور مولانا مفتی ابوبکر نے اپنے مفصل بیانات سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ اس کے علاوہ قاری محمد طیب قاسمی جتوئی، محمد انس بن مالک علی پور، قاری محمد احمد علی مدنی، مولانا محمد اسماعیل عاصم، محترم محمد ارشد اور ضلع مظفرگڑھ کی دینی وسیاسی شخصیات نے شرکت کی اور پروگرام کے انتظامات کو محمد نوید، محمد اظہر اور محمد خالد نے بڑے اچھے انداز میں کنٹرول کیا ہوا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مظفرگڑھ کے مبلغ نے قرارداد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ضلع مظفرگڑھ میں تین افراد نے حضور ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ جن پر ۲۹۵۔سی درج ہو چکا ہے اور تینوں گستاخ اس وقت گرفتار ہیں۔ آج کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ موجودہ قانون توہین رسالت کے مطابق ان مجرموں کو سزا دی جائے۔

سہ روزہ ردقادیانیت کورس نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یکم،۲،۳؍مئی کو نواب شاہ جامع مسجد کبیر میں ردقادیانیت کورس منعقد کیا گیا۔ کورس کا دورانیہ مغرب تا عشاء اور بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا اور آخر میں روزانہ سوال وجواب کی نشست مقرر کی گئی۔ جس میں حاضرین قادیانیت کے متعلق مختلف سوالات کرتے رہے اور حضرات مناظرین نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ کورس کا آغاز کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت قاری عطاء الرحمان مدنی نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے ابتدائی بیان کیا۔ پہلے دن حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمان صاحب تشریف لائے اور ''کذبات مرزا'' پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ دوسرے دن حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی'' پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور حوالہ جات نوٹ کروائے اور تیسرے دن حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کو قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس سے بیان فرمایا۔ اس کورس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تین سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کورس کے شرکاء کو کاغذ قلم فراہم کئے گئے اور شرکاء کے لئے تینوں دن قیام وطعام کا بھی بندوبست کیا گیا اور کورس

کے اختتام پر شرکاء میں جماعت کے لٹریچر، اسٹیکر وغیرہ کے پیکٹ اور کیلنڈر تقسیم کئے گئے۔ انشاء اللہ اس کورس کے دوررس نتائج ظاہر ہوں گے۔

ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ

مورخہ ۳؍مئی بعد نماز عشاء جامع مسجد کبیر ریلوے اسٹیشن نواب شاہ میں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت قاری عطاء الرحمٰن مدنی نے کی۔ مشہور نعت خواں حافظ اشفاق احمد کراچی نے نظمیں پڑھیں۔ افتتاحی بیان مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم کا ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت مولانا قاضی احسان احمد، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا کے خصوصی خطابات ہوئے اور مولانا تجمل حسین نے قرارداد پیش کی۔ آخر میں حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے خطاب فرمایا اور دعاء کرائی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاری محمد امجد مدنی نے انجام دیئے۔ کانفرنس کی صدارت قاری محمد ارشد مدنی نے کی۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا مفتی محمد یونس، مولانا محمد انیس، مولانا سراج الدین، مولانا ارشاد، مولانا عبدالستار بھٹی، مولانا عبدالرشید، مولانا یٰسین، قاری تصور، قاری علی اصغر، قاری عبداللہ فیض سمیت تمام مقامی علماء کرام نے شرکت کی۔

قراردادیں

☆ ...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی چونکہ جہاد کے منکر ہیں اور پاک فوج کا ماٹو جہاد ہے۔ اس لئے تمام قادیانیوں کو فوج سے بے دخل کیا جائے۔

☆ ...... یہ اجتماع سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت، توہین قرآن اور امتناع قادیانیت لاء کے تحت جتنے مقدمات ماتحت عدالتوں میں قادیانی حربوں کی وجہ سے التواء کا شکار ہیں۔ انہیں جلدی نمٹانے کا آرڈر جاری کیا جائے۔

☆ ...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کے مجرم ریاض احمد گوہر شاہی کی جماعت ''انجمن سرفروشان اسلام کی اسلام'' دشمن سرگرمیوں کو فی الفور بند کیا جائے۔

☆ ...... قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں۔ انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

☆ ...... رابطۂ عالم اسلامی، اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کے مطابق قادیانی مرتد ہیں۔ ان پر ارتداد کی شرعی سزا جاری کی جائے

☆ ...... پیرس حکومت کی طرف سے مسلمان خواتین کو حجاب پہننے سے روکنا یہ مسلمانوں کی اسلامی آزادی میں مداخلت ہے۔ حکومت اس کا نوٹس لے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا کا درس قرآن

مورخہ ۳؍مئی بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد سوسائٹی میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے

درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت پورے دین کی بنیاد ہے۔ جو شخص حضورﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے۔ وہ اسلام کو آخری دین نہیں مانتا۔ قرآن کو آخری آسمانی کتاب نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ جو شخص حضورﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہے وہ دائرہ انسانیت سے خارج ہے۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورۂ نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا تجمل حسین مبلغ ختم نبوت نواب شاہ اور قاری محمد امجد مدنی کے ہمراہ نواب شاہ کے مدارس ''جامعہ محمدیہ عربیہ اور جامعہ دارالعلوم نواب شاہ'' کا دورہ کیا اور علماء، طلباء سے خطاب فرمایا اور طلباء کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

ختم نبوت کانفرنس محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مورخہ ۴؍مئی بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد محراب پور میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت قاری فتح محمد نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے مبلغ مولانا تجمل حسین، مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا قاضی احسان احمد کا مخصوص انداز میں ولولہ انگیز خطاب ہوا۔ آخر میں جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکرٹری قاری کامران احمد کا بیان ہوا۔ کانفرنس کی صدارت قاری اسلام الدین نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالغفار نے انجام دیئے۔ کانفرنس زیر نگرانی مولانا عبدالصمد ہوئی۔ ان کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم، قاری عبدالمنان، مولوی خالد، مولانا شاکر، مفتی شاہد، مولانا محمد احمد، مولانا عبدالشکور، قاری عبدالرحمان، قاری محمد اشرف، حافظ تاج محمد، حافظ محمد اسلم سمیت مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کے اختتام پر حاضرین میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کی ماہانہ رپورٹ

رضا کاران ختم نبوت دھوپ گرمی برداشت کر کے ایک ایک دکان پر جا کر شیزان کے بائیکاٹ پر لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں۔ جس میں محض اللہ کے فضل وکرم اور حضورﷺ کے نام کی برکت سے بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اس گشت کی سپہ سالاری کا کام محمد حبیب صاحب بڑے احسن انداز میں نبھا رہے ہیں اور ایک ٹیم برائے مصاقات جس کے امیر محمد جاوید علی اور ان کے ساتھ کچھ رضا کار ہر جمعہ کو اپنا مال اپنی جان کے تحت مرزائیوں سے متاثرہ دیہاتوں میں جا کر جمعۃ المبارک کے خطبہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور رد مرزائیت کے عنوان پر پڑھاتے ہیں۔ جس کی بدولت دیہاتوں میں بھی مرزائیوں سے بائیکاٹ کی بہت اچھی فضا بن رہی ہے۔ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعہ کو دفتر ختم نبوت میں ماہانہ پروگرام بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس ماہ کے اجلاس سے حضرت مولانا اللہ وسایا کی آمد پر رضا کاران ختم نبوت خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کے بعد مولانا اللہ وسایا نے اپنے انداز میں اکابرین کی کاوشوں پر روشنی ڈالی۔ اس مہینے میں اللہ کی رحمت اور حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کی شبانہ روز محنتوں سے سرگودھا میں ''مجلس دختران تحفظ ختم نبوت'' وجود میں لائی

گئی۔ کیونکہ حال ہی میں سرگودھا یونیورسٹی میں سینکڑوں کی تعداد میں قادیانی لڑکیاں داخل ہوئیں۔ جس کی وجہ سے حضرت طوفانی صاحب اکثر پریشان رہتے تھے۔ ’’مجلس دختران تحفظ ختم نبوت‘‘ کی یونٹ سیدہ عائشہ الصدیقہؓ کے زیراہتمام ۱۲؍مئی کو اکرام کالونی میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت خواتین اسلام کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا محمد ابراہیم، حضرت مولانا نور محمد ہزاروی اور حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے وجد آفریں بیان کرتے ہوئے کہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ تمام نبی عورت کے بطن سے ہی دنیا میں آئے ہیں۔ لہٰذا آج حرمت مصطفیٰ ﷺ کے لئے گلی گلی میں صدا لگاؤ کہ ختم نبوت کے منکر کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پروگرام میں ہدیہ نعت کی سعادت محمد افضل نے حاصل کی۔ خواتین نے اختتام پر اس بات کا اظہار کیا۔ عنقریب ہم بھی اپنے علاقوں میں ختم نبوت کے حوالے سے پروگرام کروائیں گی۔ اسی طرح یونٹ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ میں ہر اتوار کو بعد نماز عصر باقاعدگی کے ساتھ پروگرام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ امیر محترم حضرت مولانا نور محمد ہزاری درس وتدریس کے علاوہ آئے روز مختلف مقامات درس قرآن یا جلسہ عام میں مصروف رہتے ہیں۔ معاون مبلغ محمد فیصل ندیم مدنی نے تقریباً ۴۵ مقامات مساجد، یونٹوں میں بیان کیا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے پاس پروگراموں کے علاوہ اگر کوئی شخص بھی دفتر میں آگیا تو گھنٹہ گھنٹہ اس کو آقا مدنی ﷺ کا مقام سمجھانے میں لگا دیتے ہیں۔ روٹی کا پہلا نوالہ ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کھانا بھی یاد نہیں رہتا۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے یا اللہ! حضرت طوفانی کا سایہ تادم آخر صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پہ سلامت رکھ۔ آمین!

جلسہ ختم نبوت پھل شہر

مورخہ ۷؍اپریل بروز جمعرات جامعہ عربیہ مخزن العلوم کی جامع مسجد میں جلسہ ختم نبوت منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز بعد نماز ظہر تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ حاکم علی بھرٹ نے نظمیں پڑھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نوشہرو فیروز کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے بیان کیا۔ آخر میں مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کا عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر تفصیلی بیان ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا اشفاق الرحمان نے انجام دیئے۔ جامعہ عربیہ مخزن العلوم کے ناظم اعلیٰ مولانا جاوید الرحمٰن پھل اور حافظ عبدالسلام پھل سمیت پھل شہر کے تمام علماء کرام اور دیگر ساتھیوں نے بھرپور شرکت کی۔ جب کہ جلسہ کی صدارت مولانا محمد حسین نے کی۔ جلسہ کے آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔

جلسہ ختم نبوت دریا خان مری

۷؍اپریل بعد نماز مغرب جامع مسجد دریا خان مری میں جلسہ ختم نبوت کے عنوان سے پروگرام منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نوشہرو فیروز کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے بیان کیا۔ بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے خصوصی خطاب فرمایا۔ جب کہ جلسہ کی صدارت قاری محمد حسین نے کی۔ جلسہ کے لئے حافظ نیاز احمد اور ان کے ساتھیوں نے بہت محنت کی اللہ تعالیٰ سب ساتھیوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد سوسائٹی نواب شاہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی

اساس ہے اور کوئی بھی مسلمان حضورﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ مولانا تجمل حسین نے جامع مسجد پٹھان کالونی میں جمعہ کا بیان کیا۔

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں مورخہ ۳۰ر اپریل کو منعقد ہونے والی ’’سالانہ ختم نبوت کانفرنس‘‘ میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملک کے سرحدی علاقہ جات میں ڈرون حملے بند، غازی ممتاز قادری کو رہا اور چناب نگر میں حکومتی رٹ کے نفاذ کے لئے ملٹری آپریشن کیا جائے۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں قادیانی طلباء کی ارتدادی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔ سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی مراکز کے داخلہ فارموں میں تحفظ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے کفر وارتداد پر مبنی حلف نامے کا فی الفور اندراج لازمی قرار دیا جائے۔ دوسرے غیر مسلموں کی طرح قادیانی اوقاف بھی سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔

کانفرنس کی صدارت کے فرائض امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے ادا کئے۔ جبکہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے مفتی محمد کفایت اللہ ایم۔ پی۔ اے، مولانا مفتی محمد مظہر اسعدی، متحدہ جمعیت اہل حدیث کے مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ مولانا مفتی محمد ظفر اقبال، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالستار حیدری اور مولانا عبدالحکیم نعمانی سمیت دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور ممتاز علماء کرام اور نامور شعراء نے شرکت و خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی کمائی کھانے والے لوگ بدترین قادیانیت نوازی کے مرتکب ہو کر بھٹو مرحوم کے فکری وصف سے غداری کر رہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے اسلامی تشخص، دینی اقدار و اسلامی روایات کو سبوتاژ کرنے کے لئے مغربی ایجنڈے کو بزور بازو مسلط کیا جارہا ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قرآن مجید کے بعد سب سے عمدہ کلام حضور اکرمﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ ہمارا فکری و نظریاتی اور علمی و تعلیمی تعلق علماء دیوبند سے ہے۔ جنہوں نے کبھی بھی ظالم کے جبر و استبداد کی حمایت و وکالت نہیں کی اور تبلیغ و تصوف کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہو کر ہمارے ایمانوں میں تازگی پیدا کی۔ تمام تکالیف و مصائب اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے ہمارے ایمانوں اور دینی اقدار کا تحفظ کیا معروضی حالات کے پیش نظر ہم سب پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ نوخیز نسل کا ایمان وایقان بچانے کے لئے تمام مسلمان اپنے اہل وعیال اور عزیز و اقارب کے لئے فی یوم پانچ منٹ مختص کریں اور تمام باطل فرقوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف ان کی ذہن سازی کریں۔ انہوں نے کہا کہ اہل بدعت کی توقیر کرنا سنت نبوی کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ متبع سنت اور بدعتی کبھی بھی برابر نہیں ہوسکتے۔ دین اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑانے والوں کا راستہ روکنا اہل ایمان کا مذہبی شیوہ ہے۔ ہمیں ہر حالت میں حق و صداقت کا علم بلند رکھنا ہوگا۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ تمام امت مسلمہ کی دینی حمیت وغیرت کا

مسئلہ ہے۔ شریعت اسلامیہ میں گستاخان رسول کے لئے سزائے موت ایک طے شدہ امر ہے۔ جسے لادین وسیکولر این۔ جی۔ اوز متنازعہ بنانے میں مصروف ہیں۔ چندٹکوں کے عوض کسی نفس ناطقہ کو ناموس رسالت قوانین سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پرآسائش زندگی اور تابناک مستقبل کا جھانسہ دے کر نیو جنریشن کو ایمان اور عقیدہ سے منحرف کررہے ہیں۔ قادیانیوں کے یہ تمام تر اقدامات آئین سے بغاوت پر مبنی ہیں۔ مولانا مفتی کفایت اللہ ایم۔ پی۔ اے نے کہا کہ علماء کرام اور دینی واسلامی تحریکوں کو میدان سیاست سے دور رکھنے کے لئے مولانا فضل الرحمٰن سمیت نامور علماء کرام کو خودکش حملوں اور ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ جس کو ہم ایک سوچی سمجھی سازش اور مغربی آقاؤں کی خفیہ پلاننگ کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص، علماء کرام کی کردارکشی، دینی مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ اور آئین کی اسلامی دفعات کو ختم کرانے کے لئے قادیانی گروہ نے ہمیشہ بھیانک کردار ادا کیا ہے۔ مغربی آقاؤں کے سامنے فراڈ اور فرضی مظلومیت کا جھوٹا شوروغوغا کر کے مراعات وہمدردیاں حاصل کیں۔ جس سے عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان بدنام ہورہا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر آدمی کا نماز، روزہ اور دیگر تمام عبادات ونوافل رائیگاں ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے کبار علماء کرام نے فتنہ قادیانیت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اپنے اپنے شاگردوں اور متوسلین کو قادیانیت کے خلاف کتب تحریر کرنے اور لٹریچر شائع کرنے کا حکم کیا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے علامہ اقبال کے رگ وریشہ سے قادیانیت کے جراثیم نکالے تو علامہ اقبال نے قادیانی رسائل وجرائد کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا کہ قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے اور مرزا قادیانی کی فرضی نبوت کو اپنی شاعری میں ''برگ حشیش'' سے تعبیر کیا۔ امریکی حکومت ہمارے حکمرانوں کو ڈکٹیٹ کرتے ہوئے مطالبہ کررہی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ تسلیم کیا جائے اور قادیانیت کے متعلق آئینی ترامیم کا خاتمہ کیا جائے۔ ہم اس مطالبہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے باور کراتے ہیں کہ ہر قیمت پر قادیانیت کے خلاف آئینی ترامیم کی حفاظت کریں گے۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے مطالبہ کیا کہ موبائل فونز پر گستاخانہ میسج کرنے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے اور کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا اندراج کیا جائے۔ تاکہ قادیانی حرمین شریفین میں داخل ہوکر کوئی سازش تیار نہ کرسکیں۔ مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت ایکٹ کا پابند بنایا جائے اور انہیں کلمہ طیبہ، قرآنی آیات اور مسلمانوں کی دیگر مذہبی علامات کے استعمال سے روکا جائے۔ مولانا عبدالستار حیدری نے کہا کہ ملک کی منتخب پارلیمنٹ، ہائیکورٹس، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کے کفروزندقہ پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے اور پوری دنیا میں قادیانیت کا کفر آفتاب نیمروز کی طرح آشکار ہوچکا ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں تضادات وخرافات، مغلظات وکذبات کا مجموعہ ہیں۔ قادیانی عناصر اپنے کفروارتداد کو اسلام متعارف کراکر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ فتنہ قادیانیت کو اس کے سامراجی منطقی انجام تک پہنچانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۴،۵؍جون کو دفتر مرکزیہ ملتان میں ہوا۔ جس کی صدارت مولانا اللہ وسایا نے کی۔

اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا غلام حسین جھنگ، قاضی عبدالخالق مظفرگڑھ، مولانا عبدالرشید سیال فیصل آباد، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازیخان، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا مفتی محمد خالد میر جہلم، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد یوسف نقشبندی اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔

اجلاس میں آل پاکستان چناب نگر ختم نبوت کورس کے انتظامات کو حتمی شکل دی گئی اور طے ہوا کہ کورس میں حسب سابق ملک بھر سے جید علمائے کرام شریک ہوکر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات مسیح علیہ السلام، قرآن، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے جیسے اہم عنوانات پر خطاب کریں گے۔ حالات کے پیش نظر تمام شرکاء اپنے شناختی کارڈ اصل ونقل ہمراہ لائیں یا مدرسہ کے منتظمین سے تصدیقی سرٹیفکیٹ، تمام شرکاء کورس کو اصول وضوابط کی پابندی کرنا لازمی ہوگا۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ کورس کا آغاز ۹؍جولائی کو صبح ۸ بجے ہوگا اور تین دن تک داخلہ جاری رہے گا۔ تین روز کے بعد آنے والوں سے معذرت۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ کورس کے دوران چناب نگر کے مضافاتی اضلاع میں سمر کیمپ منعقد کئے جائیں گے۔ مبلغین ومناظرین ختم نبوت سمر کیمپ کے شرکاء سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے غلیظ عقائد پر لیکچر دیں گے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ رمضان المبارک سے پہلے پہلے ملک بھر میں منعقد ہونے والے سمر کیمپوں میں مجلس کے مبلغین انتظامیہ سے رابطے کر کے لیکچرز کی سبیل نکالیں۔

اجلاس میں طے کیا گیا کہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۱۳،۱۴؍اکتوبر کو چناب نگر میں نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوگی۔ مولانا اللہ وسایا کی سرکردگی میں مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں سے ابھی سے رابطے قائم کر کے کانفرنس میں شرکت کی دعوت دے گی۔

اجلاس میں طے کیا گیا کہ بہاولنگر اور دوسرے علاقوں میں کانفرنسیں رمضان المبارک کے بعد منعقد کی جائیں گی۔ تاکہ وہ مرکزی کانفرنس کے لئے معاون ثابت ہوں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ عصری تعلیمی اداروں میں مجلس کے راہنماؤں کے لیکچرز کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ نسل نو کو ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔

آئندہ سہ ماہی کے لئے ''ائمہ تلبیس'' کے مطالعہ وتلخیص کا فیصلہ کیا گیا۔ آئندہ میٹنگ ۸،۹؍شوال المکرم کو ہوگی۔ احباب ۷؍شوال المکرم شام کو تشریف لائیں۔

فرما گئے یہ ہادی — لانبی بعدی

3 تین روزہ

تحفظ ختم نبوت کورس

انشاء اللہ

بمقام: مرکزی جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد

مورخہ **10-11-12** جولائی 2011 اتوار پیر منگل روزانہ **عصر تا عشاء**

زیر سرپرستی
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی
حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خصوصی لیکچر
شاہین ختم نبوت حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بیان
حضرت مولانا
محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین، و دیگر مناظرین ختم نبوت، دانشور، لیکچرار، خصوصی اسباق پڑھائیں گے اسباق میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب شرکت کر سکتے ہیں بالخصوص دینی مدارس اسکول کالجز، یونیورسٹی کے طلباء ضرور فائدہ اٹھائیں۔

زیر انتظام: حافظ مبشر محمود صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد 0300-6606990 0301-7224794

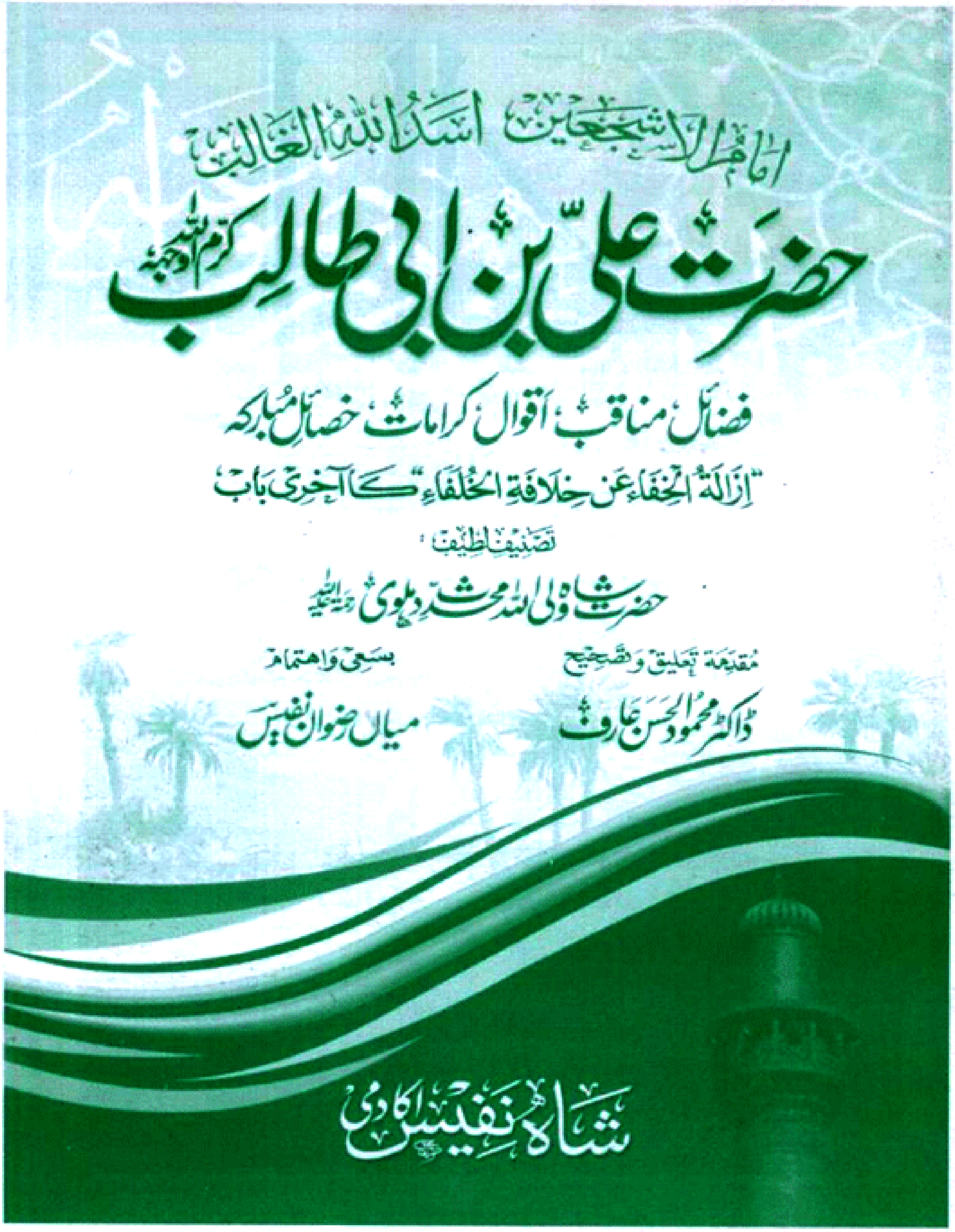

ملنے کا پتہ

شاہ نفیس اکادمی سعدی پارک، مزنگ لاہور 0300-4183709

مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاءاللہ

30 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث دوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس

شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بتاریخ
7 شعبان ۱۴۳۲ھ بمطابق 9 جولائی 2011
تا
27 شعبان ۱۴۳۲ھ 29 جولائی 2011

✦ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستیں بھیجنے کا پتہ
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ۞ چناب نگر ضلع چنیوٹ
چناب نگر: 047-6212611
ملتان: 061-4783486